هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۴۳

۲۲/ جمادی الثانی ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۴/ اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ ایک جنگ کرنی ہوتی ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا

"متقی کی شان میں آیا ہے "ویقیمون الصلوٰۃ" (البقرہ :۴) یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے۔ یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے۔ یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اسے مقابلہ ہوتا ہے جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گری پڑتی ہے جس کو اس نے کھڑا کرنا ہے۔ جب اس نے الله اکبر کہا تو ایک ہجوم وساوس ہے جو اس کے حضور قلب میں تفرق ڈال رہا ہے۔ وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور وذوق کے لئے لڑتا مرتا ہے، لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جان کنی سے اسے کھڑا کرنے کی فکر میں ہے۔ بار بار "ایاك نعبد و ایاك نستعین" کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور ایسے "الصراط المستقیم" کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جائے۔ ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے، روتا ہے اور کہتا ہے کہ میں "اخلد الی الارض" (الاعراف :۱۷۷) ہو رہا ہوں۔ سو یہی جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنی ہوتی ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں حالانکہ "ویقیمون الصلوٰۃ" کی منشاء کچھ اور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا؟ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ ثواب اس وقت تک ہے جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جدو جہد سے وساوس کا مقابلہ ہے۔ لیکن جب ان میں اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم و صلوٰۃ تقویٰ کے تکلف سے بچ کر صلاحیت سے رنگین ہو گیا تو اب صوم و صلوٰۃ اعمال نہیں رہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے سوال کیا کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے؟ کیونکہ ثواب تو اس وقت تھا جس وقت تک تکلف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے جو اس کے لئے قرۃ العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے"۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۱۸، ۱۹)

یہ جمعہ جس سال کا آغاز کرے گا اس میں جماعت نماز کی طرف متوجہ ہو جائے

نماز میں غیر معمولی محنت کریں۔ ہمارا دین، ہماری دنیا، ہماری زندگی، ہماری جان نماز میں ہے۔ یہ نمازیں ہیں جنہوں نے دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

(لندن۔ ۱۰/ اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج جمعہ مسجد فضل لندن میں پڑھایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ خاص جمعہ ہے کیونکہ فرائی ڈے دی ٹینتھ ہے (Friday the 10th) ہے۔ اس پہلو سے امید ہے کہ خدا آج کے دن بھی بہت سے نشان دکھائے گا۔ بہر حال جو بھی خدا کی طرف سے خیرات ملے گی ہم اس پر سجدہ شکر بجا لائیں گے۔ حضور نے بتایا کہ ابھی آنے سے پہلے گیمبیا کے امیر صاحب کا جو فون آیا وہ بھی ایک نشان ہے۔ ہر جمعہ خدا ایسے کرشمے دکھاتا ہے جس سے دل مزید سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ گیمبیا میں جو شرارت چل رہی تھی اس کے متعلق پہلے بھی بتایا تھا کہ "الیس الله بکاف عبدہ" کے ذریعہ خدا نے بار بار خوشخبری دی۔ اس کے بعد ہر جمعہ تازہ نشان خدا ضرور دکھاتا ہے۔ آج کا نشان حضور نے بتایا کہ وہ سیکرٹری جو بوجنگ کے بعد سخت شرارت کرتا تھا اسے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ چھوٹی بات سہی مگر امید ہے کہ اس کے دور رس نتائج نکلیں گے۔ نشان خواہ چھوٹا سمجھیں یا بڑا سمجھیں۔ اللہ کا فضل اسی کا فضل ہے۔ اس پر ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔

بقیہ خلاصہ صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۴/ اکتوبر ۱۹۹۷ء:

آج تین بجے ملاقات کے وقت پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وینکور، کینیڈا میں ۳/ اکتوبر کو ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ تیسری بار نشر کیا گیا۔ اس میں کچھ خوشخبریاں اور کچھ درد انگیز نصیحتیں، کینیڈا کے اس سفر کی غیر معمولی کامرانی، کینیڈا کی بچیوں کی تربیت کی ضرورت، کینیڈا کے مخلصین کی مالی قربانیوں کی کہانیاں، ہومیوپیتھی کتاب کی کتابت میں غلطیوں کا ذکر اور آخر میں گیمبیا کی پر پیچ سیاسی شعبدہ بازیوں کا تذکرہ حضور انور نے فرمایا۔

اتوار، ۵/ اکتوبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والے مہمانوں کی ملاقات اور انکے سوال و جواب کا وہ پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا گیا جو ۲۴/ اپریل ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔

سوموار، ۶/ اکتوبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۶۳ جو ۲۳/ جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ ٹرانسمٹ کی گئی۔ اس کلاس میں کوریا کے ایک مہمان مکرم ابراہیم لی صاحب آئے ہوئے تھے جو تھوڑی تھوڑی اردو سمجھ لیتے ہیں۔ حضور انور نے ان کی شمولیت پر اظہار خوشنودی فرمایا اور چند تعارفی کلمات بھی فرمائے۔ حضور نے العلم علمان، علم الادیان و علم الابدان کی تشریح فرمائی۔

آج کا سبق سٹینم کے فیچرز کے بیان سے شروع ہوا۔ یہ ان بیماریوں میں جن میں سل کا مادہ ہو مددگار دوا ہے۔ Worms کے لئے سٹینم اور سباڈیلا کا مرکب بہت اچھا ہے۔

حضور انور نے انسانی جسم کے نظام دفاع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نظام میں ایک سبق ہے۔ جو قومیں اندھا دھند ملکی دفاع پر دولت خرچ کرتی ہیں وہ قوم کے باشندوں کو بھوک کا شکار بنا دیتی ہیں۔ انہیں انسانی جسم میں قائم کردہ نظام دفاع کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا، دنیا کی تمام بیماریوں کا potential جسم میں موجود ہے۔ ہر بیماری کے احتمال کو پیش نظر رکھ کر جسم کے اندر کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ اور وقت پڑنے پر وہ کارخانے دفاع کے لئے سپاہی مہیا کرتے ہیں۔ روحانی طور پر قرآن مجید نے اس صورت حال کو 'رَابِطُوا' کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے۔ حضور انور نے سٹیفی سیگریا کی مثال دی اور فرمایا کہ ہومیوپیتھی کا نظام انسانی جسم کے دفاع کے فلسفے پر رکھا گیا ہے۔ تفصیلی بیان اور امثلہ سننے اور سمجھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

منگل، ۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۵۲ جو سورہ النساء کی آیات ۲۴ تا ۳۴ پر مشتمل تھی اور ۱۶/ اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ آج کی کلاس میں کبائر گناہوں سے بچنے کے نتیجے میں تمام قسم کی برائیوں سے بچائے جانے کی توفیق کے الٰہی وعدہ کا ذکر ہوا۔

بدھ، ۸/ اکتوبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۵۳ جو ۱۷/ اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی اور جس میں سورہ النساء کی آیات ۳۴ تا ۴۲ کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی گئی ہے دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

آج کی کلاس میں قرآنی حکم "الرجال قوامون علی النساء" پر تفصیلی اور سیر حاصل بحث کی گئی کیونکہ یہ مسئلہ سوسائٹی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ قوام بدنی قوت کی طرف اشارہ ہے۔ مرد کا گھر میں عورت کی حفاظت اور خوشی کے لئے نگران ہونا ضروری ہے اور عورتیں خود اس بات کو تسلیم کرتی ہیں۔ گھر میں ایک مرکزی اتھارٹی ہونی از حد ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب بھی تم میں سے تین آدمی اکٹھے ہوں تو ایک کو امیر بنا لیا کرو۔ مزید روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جہاں جہاں بھی عورت نکھٹو آدمی پر حاکم رہتی ہے بے چینی رہتی ہے۔ کبھی خوش نہیں رہتی۔ حقوق اور انتظام چلانے کے مسائل الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تعلیمات مبنی بر حکمت ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ فطرتی احساس غیروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور انور نے ۱۹۷۸ء کا اپنا ایک خواب جو حضور نے سویڈن میں دیکھا تھا جہاں عورتیں بے حد آزاد ہیں ایک سویڈش عورت کو سنایا اور انہوں نے کھلے بندوں اعتراف کیا کہ سویڈن کی عورت کی آزادی نے خوفناک فضا پیدا کر دی ہے۔ قرآن کی تعلیم

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اٹھو نمازیں پڑھیں......

گزشتہ شمارہ میں اسی جگہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ذکر کیا تھا کہ جب کوئی بندہ خدا کے مقربین میں شامل ہو جاتا ہے تو اس قرب میں ایک ایسا مقام بھی اسے نصیب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا متکفل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی اس بندہ سے دشمنی وعداوت رکھے تو خدا اس کی طرف سے ہو کر ایسے دشمنوں سے لڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے قرب کی راہیں تو بے شمار ہیں اور اس کی رضا کے مطابق کی جانے والی ہر نیکی انسان کو اس کے قریب کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ سے محبت رکھنے والوں اور اس کے قرب کے خواہش مندوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سید المقربین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان کروایا کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر خدا تم سے محبت کرنے لگے گا۔ یہ اعلان تمام بنی نوع انسان پر بہت بڑا احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے، آپ کی کامل اور سچی اطاعت سے بندہ اپنے خدا کے محبوبوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان راہوں کی نہ صرف نشاندہی فرمائی اور خود ان پر چل کر دکھایا بلکہ آپؐ کی متابعت اور آپؐ کی قوت قدسیہ کے فیضان سے ہزاروں، لاکھوں نے ان روشن راہوں کی پیروی کے نتیجہ میں خدا کو پایا اور اپنی زندگیوں میں خدا کی محبت کے آثار اور عظیم نشانات کا مشاہدہ کیا۔ تاریخ اسلام ایسے اولیاء اور مقدسوں کے ذکر سے معمور ہے۔ حصول قرب الٰہی کا وہی چشمہ فیض ہے جس سے سیرابی کے لئے اس زمانہ میں حضور اکرم ﷺ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے دنیا کو دعوت دی اور وہی مقدس مشن ہے جس کو آپ کے خلفاء مسلسل آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔

حصول قرب الٰہی کا ایک بنیادی اور بڑا بھاری ذریعہ 'صلاۃ' ہے۔ قرب الٰہی کی یہ وہ راہ ہے جو آغاز سے تمام مذاہب میں قدر مشترک ہے مگر اس راہ کی عظمت اور اہمیت اور اس کی تمام تر باریکیوں کو نہایت تفصیل کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے روشن فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ "الصلوٰۃ معراج المؤمن" نماز مومن کا معراج ہے۔ یہ وہ زینہ ہے جس پر چڑھ کر مومن رفعتوں کو حاصل کر سکتا ہے اور اپنے اعلیٰ اور بزرگ و برتر خدا تک پہنچ سکتا ہے اور اس کے خاص مقربوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ ان دنوں پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ جماعت کو اس امر کی یاد دہانی کروا رہے ہیں اور نمازوں کی حفاظت کی تاکید فرما رہے ہیں کیونکہ اگر ہم نمازوں کی حفاظت پر کربستہ ہونگے تو خدا ہماری حفاظت پر مستعد ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کے خطبات کو نہایت توجہ اور اہتمام کے ساتھ سن کر نمازوں کے قیام کی طرف غیر معمولی طور پر متوجہ ہونگے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے نشانوں کو دیکھیں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا تھا کہ "اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" اگر ہم نمازیں قائم کرنے والے ہو جائیں تو خدا احمدیت کے حق میں حیرت انگیز، قوی اور پرہیبت و پر شوکت نشانات دکھائے گا۔ گویا ایک قیامت کا سماں ہوگا جس میں خدا اور اس کے مامور کے دشمن ذلیل اور شرمندہ ہونگے اور مومنین اس کی نصرت و تائید اور فضلوں پر شاداں اور مسرور ہونگے۔ پس آیئے خدا سے نمازوں کی توفیق طلب کریں اور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے قیام نماز کے جہاد میں مصروف ہو جائیں۔ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعاء"۔

الفضل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۴۲ کے صفحہ نمبر ۴ کے چوتھے کالم کی نیچے سے تیرھویں سطر میں درج عربی عبارت یوں پڑھی جائے۔ "افوّضُ امرِی اِلی اللہ ۔ اِن اللّٰہَ بَصِیرٌ بالعِباد"۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

فطرت کے مطابق ہے۔ اسی لئے عورت کا فطرتی رجحان یہی ہے کہ اس کا ایک محافظ اور نگران ہو۔ اس آیت نمبر ۳۵ میں لفظ "نشوز" کی تشریح فرمائی۔ فسادی مزاج عورتوں کی اصلاح کے لئے قرآن مجید نے تین علاج تجویز فرمائے ہیں۔ نمبر ایک نصیحت ہے اور دوسرا طریق وہ ہے جو حضور نے فرمایا کہ عورت کی بجائے مرد کے لئے زیادہ صبر آزما ہے۔ یعنی کچھ عرصہ کے لئے سونے کا کمرہ الگ کر لو۔ اگر یہ انقطاع بھی اس کی اصلاح نہ کر پائے تو پھر بدنی سزا کی اجازت ہے جس پر عمل در آمد کے لئے کھلی چھٹی نہیں بلکہ تاریخ کا مطالعہ اور سنت صحابہ کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی مارنے کا نمونہ پیش نہیں فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام قرآنی احکام عورت کی آزادی اور عزت نفس کو قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ حضور انور نے مغربی دنیا میں عورتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر فرمایا کہ ان عورتوں کی حفاظت کے لئے کوئی دینی احکام نہیں ہیں۔

جمعرات، ۹ ر اکتوبر ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۶۴ جو ۲۴ ر جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ حضور نے تفصیل کے ساتھ ایٹم، نیوٹران اور الیکٹرون وغیرہ جن سے زندگی مترتب ہے کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح سے الیکٹرونز کی دائیں اور بائیں طرف کی spining کے فرق کا ذکر کیا۔ زندگی کی اندرونی تصویروں کا نقشہ بیان فرمایا اور لوہے کی مثال دی کہ اس ٹھوس اور مضبوط دھات کے تمام خلیے اندر سے خالی ہیں اور قرآن مجید نے اس سلسلے میں فرمایا ہے "اتقن کلّ شیءٍ" یعنی خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو نہایت مضبوط بنایا ہے۔ ان تمام سائنسی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہومیوپیتھی کی سٹڈی کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی کائنات کتنی لطیف چیز ہے۔

اس کے بعد ٹیوبرکلونیم پر بحث شروع ہوئی۔ نوزوڈ کا مطلب سمجھایا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ بیماریوں کی تین اقسام

میرے دل و دماغ پر چھائے ہوئے ہیں آپ
آنکھوں میں نور بن کر سمائے ہوئے ہیں آپ
قلب و نگہ کی وسعتیں آباد کیوں نہ ہوں
آئینۂ خیال میں آئے ہوئے ہیں آپ
دل کیوں نہ ہو گرویدۂ تجدید ئے کشی
اس ساقیٔ ازل سے جب لائے ہوئے ہیں آپ
مجھ کو خبر نہیں ہے ستاروں کی، چاند کی
جب سے کہ میرے سامنے آئے ہوئے ہیں آپ
تکتی ہے آنکھ جس طرف جلوہ ہے آپ کا
شاید نظر کی تہ میں سمائے ہوئے ہیں آپ
تیرے حضور جرأتِ اظہار نہ رہی
جو زخم ہم نے کھائے تھے کھائے ہوئے ہیں آپ
جائے گا اڑ کے اب کہاں یہ مرغ دل مرا
زلفوں کا دام ہر سُو بچھائے ہوئے ہیں آپ
مجھ کو غرض نہ طور سے نہ جامِ جم سے ہے
آئینہ میرے دل کا سجائے ہوئے ہیں آپ
اسلام جائے گا کہاں در چھوڑ کر ترا
نظروں سے کھینچ کر جسے لائے ہوئے ہیں آپ

(عبدالسلام اسلام)

ہیں۔ (۱) اینٹی سورک (۲) اینٹی سائیکوٹک اور (۳) اینٹی سفلک۔ حضور نے فرمایا کہ کلکیریا کے بعد سلفر کبھی نہیں دینا چاہئے۔

جمعۃ المبارک، ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۹۷ء :

آج کی مجلس میں فرنچ بولنے والے افراد کے سوالات کے جواب مکرم محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے دیئے جو قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں :

☆ پہلی بیعت میں کتنے لوگ شامل ہوئے؟ مختصر جواب تو یہ تھا کہ پہلی بیعت میں ۴۰ افراد شامل تھے جن کے نام محفوظ ہیں۔ یہ بہت تاریخی دن تھا اور تمام بیعت کنندگان روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز متقی لوگ تھے۔

مکرم امام راشد صاحب نے ضروری تفصیل میں جاتے ہوئے کہا کہ اس بیعت کے بہت سے ایسے حقائق ہیں جنہیں ہر احمدی کو جاننا چاہئے۔ اور خاص طور پر ایسے احمدیوں کو جو اب جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ بیعت لینے سے قبل کے مختلف مراحل کا ذکر کچھ اس طرح ہے کہ ۱۲ ر جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے ان دس شرائط کا اعلان فرمایا جو بیعت کے وقت کہی جاتی ہیں اور فارم بیعت کی پشت پر لکھی ہوئی ہیں۔ ۴ ر مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ تشریف لے گئے اور ایک نہایت اہم اشتہار شائع فرمایا کہ اب میں بیعت لینے کے لئے تیار ہوں جو میری جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ ہو جائیں۔ اس اشتہار میں حضور نے اپنی جماعت کی بنیاد ڈالنے کی اہمیت، ضرورت اور مقاصد بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سلسلہ بیعت صرف تقویٰ شعار لوگوں کو جمع کرنے کے لئے ہے جن کا اتحاد دین کے لئے اور اسلام کی شان و شوکت بڑھانے با برکت کلمہ واحد پر متحد ہونے کے کام آئے۔

آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو ایسا دیکھنا چاہتے تھے جو قوم کے ہمدرد ہوں۔ غریبوں کی پناہ بن جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپ کے بن جائیں اور اسلام کے لئے وقف ہوں۔ تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی برکات اور محبت الٰہی اور بندگان الٰہی کی ہمدردی کا چشمہ ان کے دلوں سے پھوٹے اور دریا کی طرح سیراب کرے۔ خدا تعالیٰ کی شان و شوکت کو تمام دنیا میں پھیلائیں۔ وہ خدا تعالیٰ کا ایک خالص گروہ ہوگا۔ وہ ان کا مددگار ہوگا اور انہیں گندی زیست سے صاف کریگا اور ان کی زندگی میں پاک تبدیلی بخشے گا۔

اس اشتہار میں اپنی جماعت کی ترقی کی پیشگوئیاں بھی آپ نے شائع فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں شامل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کی نشوونما کرے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت لوگوں کی نظر میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ پر رکھا گیا ہو اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے نمونہ ہونگے۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ اسے ہر طاقت حاصل ہے۔

اس طرح سے ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں ۴۰ لوگوں نے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت صوفی احمد جان صاحب ۱۸۸۵ء میں وفات پا چکے تھے لیکن چونکہ وہ اپنی زندگی میں اپنی فراست کی وجہ سے حضور سے بیعت لینے کی خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے اور وقت آنے پر حضور نے ان کے گھر کا انتخاب فرمایا اور وہاں یہ تاریخی واقعہ رونما ہوا۔

(ا۔ م۔ ج)

امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور ان کا حل

(مسعود احمد خان دہلوی۔ جرمنی)

آج بحیثیت مجموعی امت مسلمہ کو جو مسائل درپیش ہیں وہ اپنی گہرائی اور گیرائی کے اعتبار سے اس قدر گمبھیر ہیں کہ اتنے مہیب و ہمہ گیر مسائل اس سے پہلے اسے کبھی درپیش نہ آئے تھے۔ کہاں ایک وہ وقت تھا کہ جب مسلمان دنیا میں ایک سپر پاور یعنی سب پر سبقت لے جانے والی طاقت کی حیثیت سے ابھرے تھے، دنیا بھر میں ان کی شان و شوکت اور دبدبہ و تمکنت کی ہیبت چھائی ہوئی تھی، دنیا میں ایک بھی طاقت ایسی نہ تھی جو ان کے سامنے دم مار سکتی۔ علوم و فنون یعنی فلسفہ و حکمت، الجبرا اور ریاضی، کیمیا و طبیعات، صنعت و حرفت، زراعت و تجارت، جغرافیہ و ہیئت اور طبابت و جراحت میں ان کے انقلاب انگیز کارناموں کی دھوم مچی ہوئی تھی اور کہاں اب یہ وقت کہ آج اگرچہ مراکش سے انڈونیشیا تک مسلمانوں کی پچاس سے بھی زیادہ کہنے کو آزاد و خود مختار مملکتیں قائم ہیں لیکن یہ سب مملکتیں بے انداز و بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ذلت و نکبت کی اتھاہ گہرائیوں میں اتری ہوئی ہیں۔ مغرب کے عیسائی نما دہریہ ممالک اور ان میں سے بھی بالخصوص امریکہ اپنے ہمہ جہتی علمی تفوق اور بطور خاص سائنس اور ٹیکنالوجی میں اپنی حیرت انگیز برتری و اجارہ داری کی وجہ سے اس قدر طاقت پکڑ چکا ہے کہ نصف صد سے زائد مسلمان ممالک اس کے آگے بے بس و بے کس اور یکسر تہی دست بنے ہوئے ہیں اور اس کی ہر دھونس اور دھاندلی کو سہنے اور برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس نے اپنی خفیہ اور نہاں در نہاں ریشہ دوانیوں کے ذریعہ ان میں لسانی، علاقائی اور فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے کر اور اس طرح ان کے درمیان اتحاد و اتفاق کے امکانات کو ملیامیٹ کر کے انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا چھوڑا ہے حتی کہ وہ باہم خود ہی ایک دوسرے کا خون بہا کر اپنے مزعومہ و خود ساختہ اور سراسر بلا جواز جذبہ جہاد کی تسکین کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے اکثر ممالک نے مغرب کے متمول ممالک اور عالمی مالیاتی اداروں سے ارب ہا ارب ڈالرز کے قرضے لئے ہوئے ہیں۔ ان کا بال بال قرضے میں بندھا ہوا ہے اور یہ اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔

اس سے بڑھ کر ذلت و رسوائی اور کیا ہو گی کہ بتوں کو پوجنے اور ان کی پرستش کرنے والوں کے ہاتھوں پچاس سال سے ارض کشمیر کے غالب اکثریت رکھنے والے مسلمان موحدین کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ اور وہاں مسلمان خواتین کی عزت و ناموس پر بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح وہ یہود و نصاریٰ جن کی چودہ سو سال پہلے ہو گزرنے والی پیش رو نسلوں کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مغضوب و ضال قرار دیا تھا اس زمانہ میں فلسطین کی ارض مقدس پر قابض ہو کر وہاں کے مسلمانوں کو قبلہ اول سے بے دخل کر چکے ہیں اور ان کے لئے بلائے جان بن کر انہیں عرصہ دراز سے نشانہ ستم بناتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر پچھلے چند سالوں میں یورپ کی سرزمین پر بوسنیا کے مسلمانوں کا خود اپنے وطن میں کچھ کم خون نہیں بہایا گیا۔ آج بھی ان کے مظلوم شہیدوں کی اجتماعی قبریں دریافت ہو کر ان میں سے سینکڑوں کی لاشیں برآمد ہوتی رہتی ہیں۔ آج سے چند سال قبل دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے خود بعض مسلمان ملکوں کے اکسانے پر عراق کے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی۔ اس نے عراق کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگا کر آج بھی اس کے عوام پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔ ادھر افغانستان کی خانہ جنگی نے ملک کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس خانہ جنگی میں مسلمان بے دریغ مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اور دونوں طرف ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارنے والے اپنے آپ کو مجاہد فی سبیل اللہ قرار دے کر جہاد فی سبیل اللہ کی مقدس اصطلاح کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ الغرض خود اسلامی دنیا کی اپنی حدود میں اور کرہ ارض کے دوسرے علاقوں میں جس طرف بھی نظر اٹھاؤ وہ خون مسلم کی ارزانی کے ہولناک مناظر سے ہی دوچار ہوتی ہے اور دنیا میں پائے جانے والے پچاس سے زائد بزعم خود آزاد و خود مختار مسلمان ممالک دنیا میں کسی جگہ بھی اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے یا انہیں دوسروں کے مظالم سے نجات دلانے سے یکسر عاجز ہیں۔ ان کی مجال نہیں ہے کہ امریکہ ایسی سپر پاور اور دوسرے طاقتور مغربی ممالک تو کجا ان کی قائم کردہ اسرائیل جیسی چھوٹی سی یہودی ریاست کے آگے کسک سکیں۔

عاجز و بے بس بنانے اور ذلتوں سے دوچار کرنے والی اس اندوہناک صورت حال میں امت مسلمہ جن گمبھیر مسائل سے دوچار ہے انہیں مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱)

زمانہ نئی کروٹ لینے کے نتیجے میں جس انقلاب عظیم سے ہمکنار ہوا ہے دنیا بھر کے مسلمان اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے معروضی حالات اور ان کے تقاضوں کا حقیقت افروز نظر سے مطالعہ کرنے اور انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح طرز عمل اختیار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ اپنے لئے ایسا طرز عمل یا حکمت عملی متعین کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ وہ اپنے آپ کو خطرات سے بچا کر ترقی کی راہ پر گامزن کر سکیں اور اس طرح سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک کے ہم پلہ بن سکیں۔ دنیا سمٹ کر ایک "گلوبل ولیج" یعنی سمٹی ہوئی ارض گیر مختصر سی بستی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ پسماندہ و کمزور ممالک اپنے آپ کو کتنا ہی آزاد و خود مختار سمجھیں۔ ان کے لئے بڑی اور ترقی یافتہ قوموں کے دباؤ سے بچ نکلنا اور اپنے معاملات کو اپنی مرضی کے مطابق طے کرنا جوئے شیر کھود لانے سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس مشکل صورت حال کے مضمرات سے آگاہ ہو کر ان کے دور رس اثرات کو بھانپ کر سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ناگزیر ہے۔ فی زمانہ امت مسلمہ کے اکابر اور بالخصوص دینی رہنما اس حقیقت کو مسلسل نظر انداز کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ ہے وہ پہلا قدم اور مقدم مسئلہ جو فی زمانہ امت مسلمہ کو درپیش ہے۔

(۲)

زمانہ آگے کی طرف جا رہا ہے اور اس امر کا متقاضی ہے کہ علوم جدیدہ اور ان میں سے بالخصوص سائنس اور ٹیکنالوجی میں دسترس حاصل کر کے ترقی کی نئی راہوں پر گامزن ہوا جائے لیکن نام نہاد علماء جو بزعم خود دینی رہنما بنے ہوئے ہیں امت کو آگے کی طرف لے جانے کی بجائے پیچھے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ وہ خود بھی علوم جدیدہ سے عاری ہیں اور مسلمانوں کو بھی ان سے عاری رکھنے کے درپے ہیں۔ نئے تقاضوں کا پاس کرنے والے جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں اور اپنے آپ کو دینی علوم کے ٹھیکیدار سمجھنے والے نام نہاد علماء میں اندر ہی اندر جاری رہنے والا کھنچاؤ ترقی کی راہ میں زبردست روک بنا ہوا ہے۔ یہ ہے دوسرا مسئلہ جس سے اس زمانہ میں امت مسلمہ دوچار ہے۔

(۳)

علماء ہوں یا مصلحتاً ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے سیاست دان اور ہمہ دان قسم کے دانشوران جدید علوم کے ماہر اور اسی طرح عوام الناس کلہم یعنی سب کے سب ایک انتہائی خطرناک برائی میں مبتلا ہیں۔ اور وہ ہے قول و عمل کا تضاد۔ یہ سب لوگ اسلام کی جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں خود اس پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ زبانی طور پر اسلام اسلام کا شور مچار کھا ہے لیکن عملاً اسلام سے برگشتہ ہیں۔ دنیا میں اس وقت کوئی ایک اسلامی مملکت بھی ایسی نہیں ہے جو اسلامی نظام حیات کا عملی نمونہ پیش کرنے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں دنیا کی سیادت کا فریضہ ادا کرنے کی طرف ادنیٰ سی توجہ دینے کے لئے تیار ہو۔ اگر دیکھا جائے تو قول و عمل کا یہ تضاد امت کو درپیش سب سے زیادہ گمبھیر مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ باقی سب مسائل اسی کے شاخسانے ہیں۔

(۴)

مساوات انسانی کا دم بھرنے اور حقوق انسانی کی علمبرداری کرنے کے باوجود بالعموم مسلم حکومتوں نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ سلوک اور حقوق و مراعات کا دوہرا معیار اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ ہے وہ چوتھا مسئلہ جو دنیا بھر میں اسلام کی بدنامی کا موجب بنا ہوا ہے۔ مسلمان ملکوں میں غیر مسلموں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی، بلا ضرورت و بلا جواز جہاد جہاد کی پکار، قتل مرتد نیز توہین مذہب کے خود ساختہ الزام کی آڑ میں بات بات پر از خود قتل و غارت گری کے ظالمانہ جواز کے آئینہ دار سراسر غیر اسلامی عقائد اس کی واضح مثالیں ہیں۔

(۵)

پانچواں خطرناک مسئلہ جو امت مسلمہ کے زوال کا سبب بنا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمان کافروں کی اس نشانی ﴿تحسبهم جميعا و قلوبهم شتى﴾ (الحشر آیت ۱۵) کے خود مصداق بنے ہوئے ہیں۔ دوسروں کو اسلام میں داخل کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو اسلام سے خارج کر کے اپنی طاقت کو پارہ پارہ کرنے سے کسی طور باز آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جہاں تک ان مسائل کے حل کا تعلق ہے سو اس ضمن میں اس سوال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ مشکلات اور مصائب کے گرداب میں پھنسانے والی اور مذکورہ بالا گمبھیر مسائل کو جنم دینے والی ایسی افسوسناک صورت حال پیدا ہی کیوں ہوئی۔ اگر اس صورت حال کا بنیادی سبب معلوم کر کے اس کے دور ہونے کی خدائی تدبیر سے ہم آہنگی اختیار کر لی جائے تو یہ گمبھیر مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ حل تو اب بھی موجود ہے اور ہر کسی کو اس کا علم بھی ہے لیکن اس حل کو روبعمل لانے کی توفیق نہیں مل رہی۔ جب اس صورت حال کا بنیادی سبب معلوم ہونے کے بعد اس کے ازالہ کی خدائی تدبیر سے ہم آہنگی اختیار کر لی جائے گی تو قرآن و حدیث کی رو سے پہلے سے موجود حل پر عمل پیرا ہونے کی توفیق من جانب اللہ عطا ہوتی چلی جائے گی۔

سو اس بنیادی اہمیت کے سوال کا کہ ایسی خطرناک صورت حال پیدا ہی کیوں ہوئی، ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں امت مسلمہ کے افراد حقیقی معنوں میں مسلمان ہی نہیں رہے۔ انہوں نے حقیقی ایمان اور اس کے عملی تقاضوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔ اگر وہ حقیقی ایمان سے مالا مال ہوتے تو یہ خدائی وعدہ ان کے حق میں بھی ضرور پورا ہوتا کہ:

﴿ولا تهنوا ولا تحزنوا و انتم الأعلون ان كنتم مؤمنين﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۰)۔

تم کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا (یعنی غالب) رہو گے۔ ایسی صورت میں وہ مغلوب ہو کر دنیا میں ذلیل و خوار نہ ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہوتی اور یقیناً بحیثیت مجموعی کافروں پر انہیں غلبہ حاصل ہوتا۔ اور ان کے مسائل میں گھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جہاں تک امت مسلمہ کی فی زمانہ اس محرومی کا تعلق ہے خود امت کے صاحب فہم حضرات آئے دن اس امر کا برملا اقرار کرتے رہتے ہیں کہ ہمارے دل حقیقی ایمان سے خالی ہیں اور ہم خدا کی نگاہ میں مسلمان نہیں رہے ہیں۔ اس اقرار پر مشتمل ایسے بے شمار بیانات میں سے میں یہاں صرف ایک بیان پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ اور وہ ہے بیان لاہور کے معروف و ممتاز خاندان کے چشم و چراغ اور اپنے دور کے مشہور ناول نگار جناب ایم اسلم صاحب مرحوم کا۔ وہ فرماتے ہیں:

"ہماری زبوں حالی اور رسوائی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہو کر بھی مسلمان نہیں رہے۔ آج اگر کوئی ہمارے معاشرے اور تمدن پر احتساب کرے تو ہم مسلمان ہونے سے زیادہ نامسلمان نظر آئیں گے...... کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارا ایمان اسلام کی روح سے خالی ہے اور ہمارے دل اس جذبہ سے محروم ہیں جس جذبہ سے اسلام کی روح زندہ ہوتی ہے"۔

(ملاحظہ ہو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۸ء کی اشاعت ملی کا صفحہ اول)

قلوب کے حقیقی ایمان سے خالی ہونے کے متعلق یہ گواہی آج سے قریباً انیس (۱۹) سال پہلے کی ہے۔ اب حالت اس سے بھی بدتر ہو چکی ہے۔ گراوٹ کا جو حال ہے اب اس کا نقشہ روزنامہ جنگ کی ایک حالیہ اشاعت میں اس کے ایک قاری نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ انگلستان میں مقیم ایک پاکستانی جام عطا محمد "شیطان کامیاب ہو گیا" کے زیر عنوان رقم طراز ہیں:۔

"شیطان نے مسلمانوں کو منافق بنا چھوڑا ہے۔ اب شیطان کو کوئی تکلیف نہیں ہے (مقصد جو پورا ہو گیا اس کا۔ ناقل) محمد رسول اللہ ﷺ کی امت بھی شیطان کے راستہ پر چل پڑی ہے۔ صراط مستقیم پر چلنے اور چلانے والے (باقی) رہے ہی نہیں۔ مسلمانان عالم صدیوں سے سزا بھگت رہے ہیں اسی لئے (یعنی جبھی تو) اللہ تعالیٰ نے ہم پر غیر مسلم مسلط کر رکھے ہیں۔ جن کو دنیا کی حکومت کا وعدہ تھا وہ محکوم بنے ہوئے ہیں...... مسلمانوں نے اللہ کی باتیں نہ مان کر جرم عظیم کیا ہے۔ نہ قرآن کو سمجھنے اور نہ ہی قرآن کو آگے پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کے ممالک ہی نمبر ایک اور نمبر دو کرپٹ ملک سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمان دنیا کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے ہیں (اور (زبان

حال سے) ان کو کہہ رہے ہیں کہ اگر مسلمان بنے تو ہماری طرح ہو جاؤ گے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۲ / جولائی ۱۹۹۷ء صفحہ ۵ کالم "نقطہ نظر" زیر عنوان "شیطان کامیاب ہوگیا")

زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ عجمی اثرات قبول کرنے کے نتیجہ میں بالآخر مسلمانوں کے لئے بھی یہ خطرہ موجود تھا کہ وہ کہیں دوسری امتوں کی طرح فساد و بگاڑ کا راستہ اختیار کر کے اسلام سے ہی برگشتہ نہ ہو جائیں۔ اس خطرہ نے بالآخر عملی روپ دھارنا ہی تھا اسی لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا تھا کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان میں حقیقی ایمان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا اور قرآن کے بھی صرف الفاظ ہی رہ جائیں گے اس کے حقائق کہیں نظر نہ آئیں گے۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو نمازیوں سے آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان ہی میں لوٹ جائیں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہونگے۔ مزید بر آں ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ ان دونوں میں ایسی مطابقت ہوگی جیسی ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔

(کنزالعمال، ترمذی، ابن ماجه)

ایسے پر آشوب و پر فتن زمانہ کے رونما ہونے کی تفاصیل بیان کرنے کے بعد آنحضور ﷺ نے یہ بشارت بھی دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے آڑے وقت میں مسلمانوں کی دستگیری کے واسطے مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا جو ایمان کو پھر ثریا سے زمین پر واپس لائے گا اور اس پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں حقیقی ایمان کو پھر داخل کر دکھائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام پھر دنیا میں غالب آنا شروع ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آئے گا کہ اسلام روئے زمین پر چھا جائے گا اور اس طرح تمام بنی نوع انسان دین واحد یعنی حقیقی اسلام پر آ جمع ہونگے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

آج زمانہ کے حالات اور خاص طور پر پوری اسلامی دنیا کی زبوں حالی اور ذلت و خواری کے واقعات جو پیہم رونما ہو رہے ہیں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہی وہ پر فتن دور ہے جس کے آنے کی مخبر صادق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ آنحضورؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اس کی ایک ایک بات حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ پس ضرور تھا کہ مصیبت کے ایسے کڑے وقت میں جبکہ امت مسلمہ خود اپنی غلط کاریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے گمبھیر مسائل سے دوچار ہے اور ہر طرف سے خطرات میں گھری ہوئی ہے اس کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے بموجب مسیح موعودؑ کی بعثت ظہور میں آئی سو عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے مبعوث فرمایا۔ آپ نے پوری امت مسلمہ کو عربی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے اس کے زوال و انحطاط کی اصل وجہ سے اسے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا:

ما كان لكافر ان يهزمكم ولكن ذنوبكم هزمتكم و تركتم الحضرة و كذالك تتركون . و ان الله نظر الى قلوبكم فما انس فيها قناة فسلط عليكم قوماً عصاةً و اعطاهم لتعذيكم قناة فهل انتم منتهون. ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم فهل انتم مغيرون. وما يفعل الله بعذابكم ان شكرتم و امنتم فهل انتم مؤمنون".

(الاستفتاء صفحہ ۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عربی خطاب کا اردو ترجمہ یہ ہے:

کسی کافر کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ تمہیں شکست دیتا مگر تمہارے گناہوں نے تمہیں ہزیمت دی اور تم نے اللہ کو چھوڑ دیا اور اس طرح سے تم خود (بے یار و مددگار) چھوڑ دئے گئے۔ اور اللہ نے تمہارے دلوں پر نگاہ کی اور ان میں پرہیزگاری نہ دیکھی پس اس نے تم پر ایک گندی قوم کو مسلط کیا اور انہیں تمہاری تعذیب کے لئے نیزے دئے۔ پس کیا تم باز نہیں آؤ گے۔ اللہ کسی قوم سے اپنے سلوک کو نہیں بدلتا جب تک اس قوم کے لوگ اپنے آپ کو نہ بدل لیں۔ پس کیا تم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرو گے۔ اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لاؤ۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے۔

مسلمانان عالم کو اپنے خطاب میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ باور کرایا کہ اس دور پر فتن میں احادیث نبوی میں پہلے سے موجود پیش خبری کے مطابق انہوں نے اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیقی ایمان سے محروم کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں خدائی تائید و نصرت حاصل نہیں رہی ہے۔ اور اسی لئے کافر جنہیں مغلوب ہونا چاہئے تھا ان پر مسلط کر دئے گئے ہیں۔ اس اندوہناک صورت حال سے بچ نکلنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اپنی بداعمالیوں سے باز آئیں اور حقیقی ایمان سے پھر مزین ہوں۔ آپؑ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے وعدے کے بموجب مجھے بھیجا ہی اس لئے ہے کہ میں امت مسلمہ کے افراد کو حقیقی ایمان سے از سر نو مزین کروں اور ان کے دلوں میں اسے راسخ کر کے اس کو قوی سے قوی تر بناؤں تاکہ وہ اس امر کے اہل بنیں کہ سچائی کی فتح اور غلبہ کا وعدہ ان کے حق میں پورا ہو۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

"میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتلا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیحؑ نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانے میں بھی یہی حالت ہے سو میں بھیجا گیا ہوں کہ سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے بھیجا گیا ہوں"۔ (کتاب البریه)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنیادی اہمیت کا حامل سب سے عظیم الشان کارنامہ ہی یہ ہے کہ آپ نے اپنی خداداد قوت قدسیہ سے کام لے کر بفضل اللہ تعالیٰ اپنے متبعین کو ایمان کامل سے از سر نو مالا مال کر دکھایا۔ یہ کارنامہ سرانجام دینے اور اپنی خداداد قوت کی تاثیرات کو بروئے کار لانے میں آپ نے جس معجزانہ عزیمت کا مظاہرہ فرمایا اس کا کچھ احوال آپ نے اپنے اشتہار ۴ / مارچ ۱۸۸۹ء میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کے اپنے ارشاد اور مبارک الفاظ کے بموجب خدا تعالیٰ نے آپ کی توجہ کو آپ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے والے تقویٰ شعار لوگوں کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہرایا۔ اس قدوس جلیل الذات نے آپؑ کو ایک خاص جوش بخشا تا آپ ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جائیں اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کے لئے دن رات کوشش کریں اور ان کے لئے اللہ سے وہ نور مانگیں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے وہ روح قدس طلب کریں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روح خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہیں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو آپ بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں ہوئے اور ان کی اصلاح طلبی سے غافل نہیں ہوئے بلکہ آپؑ نے حکم خداوندی کی تعمیل میں ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کیا۔ جانگسل مجاہدات پر مشتمل آپ کی ان کوششوں اور مشقتوں کے نتیجہ میں آپؑ کے متبعین کے دلوں میں حقیقی ایمان نہ صرف جاگزیں ہوا بلکہ قوی سے قوی اور راسخ سے راسخ تر ہوتا چلا گیا اور بعد میں آنے والے آپ کے نئے متبعین کے دلوں میں بھی حقیقی ایمان کے داخل اور جاگزیں ہو کر قوی سے قوی تر ہونے کا یہ سلسلہ آپ کے بعد قائم ہونے والے خلافت کے آسمانی نظام کے ذریعہ بحمد اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام براعظموں کے علاقوں میں زور شور سے جاری ہے۔ اس ایمان کامل کی بدولت ہی آپ کے متبعین زمین کے آخری کناروں تک اشاعت اسلام کا فریضہ نہایت کامیابی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور اب تو ایم ٹی اے کے ذریعہ غلبہ اسلام کی راہ اس شان سے ہموار ہو رہی ہے کہ کرہ ارض کے گرداگرد افق کے تمام کنارے توحید باری کے اعلان اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر بھیجے جانے والے درود و سلام کی وجد آفریں آوازوں سے گونج رہے ہیں۔ اور یہ گونج مسلسل پھیلتی، بڑھتی اور کل عالم پر محیط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس طرح دنیا کا نقشہ یکسر بدل دینے والی تقدیر الٰہی کے آثار روز بروز ہویدا ہو ہو کر روشن سے روشن تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا پیش خبری اور اس کے عملی ظہور سے عیاں ہے کہ آج امت مسلمہ کو درپیش انتہائی گمبھیر مسائل کا حل ایک ہی ہے کہ اسے ایمان کامل سے مزین کرنے کے لئے خدا نے جو راہ کھولی ہے وہ اس کو تحقیر اور اہانت کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ درپیش مسائل سے نجات کے لئے اس راہ کی طرف دیوانہ وار دوڑیں اور اس طرح حقیقی ایمان کی دولت سے از سر نو مالا مال ہو کر دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوں۔ وہ اس راہ سے جتنا بعد اختیار کریں گے ان کے مسائل میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ اتنا ہی زیادہ مشکلات و مصائب کے گرداب کی لپیٹ میں آتے چلے جائیں گے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مخاطب کر کے بڑی دردمندی سے فرمایا ہے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

خدا کی قسم اس حصار عافیت کے سوا جسے خدا نے خود قائم فرمایا ہے مسلمانوں کے لئے اور کوئی جائے پناہ نہیں۔ اگر وہ چاروں طرف پھیلے ہوئے درندوں کی چیر پھاڑ سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں تو اس حصار عافیت میں آ کر اپنے آپ کو خدا کی امان کے نیچے لے آئیں۔ اگر وہ نہیں آئیں گے اور دور بھاگنے ہی کو ترجیح دیں گے تو خدا کی تقدیر انہیں ہر طرف سے گھیر گھیر کے اس طرف لائے گی اور ضرور لائے گی کیونکہ خدائے قادر اور قدیر و مقتدر کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ تمام دوسرے مذاہب کو مٹا کر اپنے پسندیدہ مذہب یعنی دین اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ وہ کیوں نہ ایسا کرے جبکہ اس نے امت محمدیہ کو خیر امت قرار دیا ہے۔ یہ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی اور ہدایت و رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ خدا نے اسے دوسری امتوں کی طرح کسی نہ کسی شکل میں محض نشان کے طور پر باقی رہنے کے لئے نہیں بلکہ اسے پورے کرہ ارض پر غالب آنے کے لئے قائم کیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی مقدر کیا ہے کہ خیر امت، مسیح موعود کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ دنیا میں غالب آئے۔ اس جماعت میں لوگوں کا فوج در فوج داخل ہونا مقدر ہے اور اس لئے مقدر ہے کہ تا اسلام کو اس طور پر دنیا میں غلبہ حاصل ہو کہ یہ پورے کرہ ارض پر ہمیشہ کے لئے محیط ہو جائے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تحدی سے فرمایا ہے اور میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد پر ہی اپنی ان معروضات کو ختم کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادے کا مقابلہ کرے۔ وہ فعال لما یرید ہے"۔

(لیکچر لدھیانہ)

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

THOMPSON & CO.
SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as: Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road, Southfields,
London SW18 5SW
Tel: 0181-333 0921 & 0181-448 2156
Fax: 0181-871 9398

خطبہ جمعہ

یہ زمانہ توحید پر زور دینے کا ہے، توحید الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر کلام پُر اثر ہوگا

آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں، زمانے کے حالات کو تبدیل کردیں، موت سے زندگی نکال کر دکھائیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۹ر اگست ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۹ر ظہور ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام نن سپیٹ (ہالینڈ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

الحمدللہ کہ میرا مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی کا سفر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر پہلو سے کامیاب رہا۔ بہت سے تجارب مجھے ہوئے، بہت سے تجارب جماعت کو ہوئے اور کثرت سے ایسے دوست جن کو احمدیت کے متعلق کوئی معمولی تعارف بھی نہیں تھا، یعنی تھا تو ایسا کہ نہ ہونے کے برابر، ان سے بھی رابطے ہوئے ان کے ذریعے نئی قوموں میں داخلے کے سامان ہوئے۔ مثلاً چیچنیا روس کا (یو-ایس-ایس-آر کا) ایک ایسا حصہ ہے جہاں کے مسلمان بہت ملی غیرت رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے ان کا یہی طریق چلا آیا ہے کہ کسی بھی حکومت میں اسلام کے خلاف قدروں کو برداشت نہیں کرتے اور آزادی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ بہت بہادر قوم ہے، غیر معمولی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں ملت اسلامیہ سے محبت تو ہے لیکن بد قسمتی سے اسلام کی حقیقت سے نا آشنا ہیں اور یہی بد قسمتی بہت سی ہم نے بوسنیا میں بھی دیکھی اور البانین لوگوں میں بھی پائی گئی کہ اکثر اسلام کی محبت ملت کی حد تک رکھتے ہیں جسے نیشنل ازم کہتے ہیں، اسلام ایک نیشنلزم کہہ سکتے ہیں۔ مگر دین کی محبت اور اس کے مطابق اپنی قدروں کو ڈھالنا اور تبدیلیاں پیدا کرنا اس کی طرف ان کے خوجوں اور ان کے مذہبی راہنماؤں نے کبھی ان کو توجہ ہی نہ دلائی۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں میرے اس سفر کو خاص اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ ان نئی قوموں کو مذہب کی حقیقت بتانے کا موقع ملا اور ان کی طرف سے جو رد عمل تھا وہ بہت غیر معمولی طور پر مخلصانہ رہا۔ چیچنین سے گفتگو کے دوران شروع میں تو وہ لوگ وہی پرانے رسم و رواج کو ہی مذہب سمجھے بیٹھے تھے اور رفتہ رفتہ جب بات آگے بڑھتی گئی تو حیرت انگیز طور پر انہوں نے اپنے اندر تبدیلیاں شروع کیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اسلام کے جس نام پر ان کو بعض رسمیں سکھائی گئی ہیں وہ اسلام کی حقیقت نہیں ہے۔ چنانچہ مجھ سے پھر ایسے سوال شروع کر دیئے جس کے نتیجے میں صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اب ان کو اسلام مذہب میں دلچسپی ہے، اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے میں دلچسپی ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایک ایسا چھوٹا سا گروہ وہاں پیچھے چھوڑ کے آیا ہوں جن کے آگے چیچنیا میں رابطے ہوں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک نئی قوم کی طرف ہمارا تبلیغ کا دروازہ کھل جائے گا۔

تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بہت مفید اور کار آمد سفر رہا۔ بوسنین میں بھی اگرچہ پہلے احمدیت داخل تو تھی مگر اجنبیت سی بھی پائی جاتی تھی۔ اس دفعہ جو بوسنینز ملے ہیں ان میں بہت نمایاں تبدیلی ہے ان میں بعض کی تو فدائیت کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کے پیدا ہونے والے مخلصین بھی ان سے لگا نہیں کھا سکتے۔ وہ اپنے عشق میں، محبت میں اللہ کے فضل کے ساتھ اب بہت بڑھ رہے ہیں تو یہ سارے امور ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اگرچہ اپنی ذات میں بہت سی مشکلات بھی رکھتا ہے، کئی ذہنی اور عملاً بوجھ پڑتے ہیں انسان کے اوپر مگر جماعت کی بقاء کے لئے ہے ضروری۔

پھر خاندانی طور پر جو لوگوں کو ملنے کا موقع ملا ہے بڑے چھوٹے، عورتیں مرد اس کا ایک اپنا سا فائدہ ہے ان کو قریب سے دیکھ کر ان کی اخلاقی حالت کا علم ہو جاتا ہے جو دور بیٹھے دکھائی نہیں دے سکتیں۔ قریب سے دیکھو، ان سے ملو تو ان کی حرکتوں کے اوپر خواہ مجھے تبصرہ نہ بھی کرنا ہو اخلاق کی وجہ سے، مگر حرکتیں دکھا دیتی ہیں کہ ہم کیا ہیں، ہمیں کس طرح پروان چڑھایا گیا۔ کیا کیا بد عادات ہماری جو ہم پاکستان سے لے کے چلے تھے ابھی تک موجود ہیں اور کن پہلوؤں سے ہمیں مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ ساری باتیں از خود دل پہ منعکس ہوتی ہیں، پوچھنا نہیں پڑتا اور پھر اس دوران چھوٹی چھوٹی باتوں کے ذریعے ان کو توجہ دلانی پڑتی ہے۔ اور عموماً میں نے دیکھا ہے کہ بچے خصوصیت کے ساتھ اور جوان بچیاں بھی جلد اثر قبول کرتی ہیں اور اس پہلو سے بھی یہ دورہ انشاء اللہ میں امید رکھتا ہوں کہ ایسے باقی پاکیزہ اثرات چھوڑے گا کہ جو آگے ان کے کام آئیں گے اور اس دورے میں جو دلوں میں تحریک پیدا ہوئی ہے وہ انشاء اللہ آگے بڑھے گی۔

اس دورے کے آخری حصے میں مجھے بلجیئم بھی جانا ہے لیکن اس سے پہلے میں ہالینڈ کا ذکر کرتا ہوں جہاں سے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کے لئے شاید یہ شکوے کا موقع ہو کہ ان کو کھلے طور پر یہاں آنے کی اجازت نہیں تھی یعنی دعوت نہیں دی گئی تھی۔ سمجھایا گیا تھا کہ یہ دورہ، ہالینڈ کا دورہ خالصتہً اردو کلاس کی دیکھ بھال کے لئے ہے اور اس معاملے میں جن ہالینڈ کے کارکنوں اور کارکنات کو معین طور پر کہا جائے صرف وہی خدمت کریں ورنہ اس سے پہلے تو جماعت کو کسی بلاوے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہمیشہ جب بھی میں آتا تھا مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد یہاں اکٹھے بیٹھتے تھے اور سوال و جواب کی مجالس چلتی تھیں اور آنا جانا ایک ہجوم سا چلا رہتا تھا ایک تانتا بندھا رہتا تھا ہر خاندان کا یا اکثر ان کا جو ملنے کی خواہش رکھتے ہوں اور آ بھی سکتے ہوں۔ بہت سے ایسے بھی تھے جو آ نہیں سکتے تھے کیونکہ قوانین کی مجبوریاں ہیں اب بھی ایسے ہوں گے مگر یہ سفر بالکل مختلف نوعیت کا تھا۔ چنانچہ اکثر مانوس چہرے اور خاندان، ان کے بچے وہ اس دفعہ اس احترام میں یہاں نہیں تشریف لائے کہ ہمارے اردو کلاس کے لئے جو پروگرام ہیں ان میں مخل نہ ہوں اور یہ ان کی قربانی تھی۔ لیکن جنہوں نے اردو کلاس میں یعنی اردو کلاس کو یہاں کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے ان کی اور بھی بڑی قربانی ہے کیونکہ تعداد میں اگرچہ بہت زیادہ نہیں تھے مگر دن رات محنت کی ہے۔ امیر صاحب، ان کی بیگم، صدر خدام الاحمدیہ، ان کی بیگم، لجنہ اماء اللہ کی صدر اور حمید صاحب اور ان کی بیگم، یہ تو چند نام ہیں جو میں لے رہا ہوں ورنہ بہت سے نام ایسے ہیں جن کو لئے بغیر میرا ذہن شناخت کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بہت زیادہ محنت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔ جہاں تک ان کی محنت کا تعلق ہے اس کی جزاء تو خدا ہی دے سکتا ہے مگر جہاں تک اردو کلاس کا ان لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا اور پھرنا ہے یہ بھی خود ان کی محنت کی ایک جزاء تھی۔ اور جتنے کارکن تھے ان میں سے ہر ایک خوشی محسوس کر رہا تھا کہ ہمیں موقع ملا اور ہمارے بچوں کو اس کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اور یہ نن سپیٹ کا علاقہ سارا اردو کلاس کے نتیجے میں یوں لگتا تھا جیسے ایک غیر معمولی تقریب منائی جا رہی ہے۔ سارا شہر ان بچوں اور بڑی بڑی لڑکیوں کو برقع پہنے سائیکل چلاتے دیکھ رہا تھا اور غیر معمولی طور پر وہ دلچسپی لیتے رہے اور اثر قبول کرتے رہے

جن کی بعض اطلاعات تو معین ہمیں مل گئیں مگر بعض اطلاعات تاثرات کے طور پر چہروں پہ دکھائی دیتی ہیں مگر لفظوں میں نہیں ڈھالی جاسکتیں۔ مگر جنہوں نے بھی اپنا تبصرہ کیا ہے وہ غیر معمولی طور پر محبت کا تبصرہ کیا ہے یہاں تک کہ بس کے ڈرائیور صاحب جو ساتھ لے کے آئے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ایسا گروہ دیکھا ہے جو اس طرح بس کے اندر بھی اور باہر بھی اللہ کا نام بلند کرتا رہے "لآ اِلٰہ" کے نغمے پڑھتا رہے اور ان کی طرز عمل، ان کے اخلاق دیکھ کر بعض ہمارے سفر کرنے والوں سے انہوں نے بہت محبت سے ذکر کیا ہے کہ میں غیر معمولی طور پر متاثر ہوں۔

یہ دراصل اخلاق ہی کا کھیل ہے۔ ان کے اخلاق نے آپ کو متاثر کیا، آپ کے اخلاق نے ان کو متاثر کیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے سہارا بنتے ہیں۔ خُلق، خُلق کو ایک حوصلہ دلاتا ہے اور بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ جیسے قصاب کی چھریاں جب آپس میں چلتی ہیں تو تیز ہوتی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ انسان کے اخلاق بھی ایک دوسرے سے مل کر کند نہیں ہوتے بلکہ تیز ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں انسان سیکھتا ہے، بہت سی باتیں سکھاتا ہے۔ اگرچہ سب اردو کلاس پوری طرح یہاں نہیں آسکی مگر جتنی بھی آئی انہوں نے ہالینڈ کی بہت سی پیاری، باقی رہنے والی یادیں جمع کرلی ہیں اور اکثر نے یہ کہا ہے کہ ہم ساری زندگی یہ سفر نہیں بھولیں گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہاں کی وادیاں "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" سے گونجتی رہیں۔ ان کے نغمات کا ہمیشہ خلاصہ یہی "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" ہی رہا اور جب بھی کوئی دوسرے نغمے بھی سناتے تو آخر اسی پہ تان ٹوٹتی تھی۔ مختلف زبانوں میں، مختلف لے پہ، مختلف انداز میں یہ سارا علاقہ "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" سے گونجتا رہا جو معنی خیز تھا، محض نغمہ نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلنے والا توحید کا ایک اعلان تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کو اب صرف نغمات میں نہیں بلکہ عمل کی صورت میں ڈھالنے کے لئے ہالینڈ کی جماعت پر ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہالینڈ کی جماعت نے جو نغمے سنے ہیں ان نغموں کو ہالینڈ کے لوگوں کے خون میں رسانے بسانے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی رگوں میں، ان کی خون کی گردش میں "لآ اِلٰہ الاّ اللہ" کا ورد شروع ہو جائے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی طرف بلانا مشکل نہیں ہے۔

مختلف سوال و جواب کی مجالس میں میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی توحید کی بات کی جائے تو مشرکین بھی سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ بعض مجالس میں بڑے بڑے عیسائی پادری بھی آئے ہوئے تھے یعنی بڑے بڑے سے مراد یہ ہے کہ اپنے ذہن میں یہ تاثر لے کر کہ ہم اپنے مؤقف پر سخت ہیں اور اس مؤقف کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، یہ خیال رکھتے ہوئے آئے کہ وہ خود بھی توحید کے علمبردار ہیں حالانکہ عیسائیت کی موجودہ شکل میں توحید کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لیکن سوال جواب کی مجالس میں جب اسلام کی توحید کا پرچار ہو تا رہا ہے تو ان کی زبانیں گنگ تھیں، ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہیں رہا۔ تو اس لئے میں تجربے سے آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ **آپ توحید پر زور دیں اور یہ زمانہ ہی توحید پر زور دینے کا ہے اور توحید الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر یہ کلام پُر اثر ہوگا**۔ اگر اخلاق میں توحید نہ ہو، اگر دل بٹے ہوئے ہوں جماعتوں کے، اگر ان کے قول اور فعل میں ایک توحید کا رنگ نہ جما ہوا ہو، جو کہیں وہی کرتے بھی ہوں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر توحید کا کلام اور توحید کی دعوت دینا ایک قسم کا ایک بے کار مشغلہ ہو جائے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ میرے گزشتہ خطبات میں چونکہ ہمیشہ اسی پر زور رہا ہے اس مضمون کو تو یقیناً سمجھ چکے ہوں گے اور اب اس مضمون کو اپنی ذات میں جاری کرنے کا وقت ہے۔

اور اس پہلو سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ ایسے ملفوظات یا تحریرات ہیں جن میں جماعت کو توبہ کی حقیقت اور خدائے واحد و یگانہ کی طرف لوٹنے کی حقیقت کا ایسے عارفانہ رنگ میں بیان ہے کہ انسان توحید کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے، خدا کے خوف کو سمجھنے کے لئے بیعت کے ذریعے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کلمات کا محتاج ہے۔ ان کلمات کے بغیر جو ایک عارف باللہ کا کلام ہے حقیقت میں ان مضامین کو ہم گہرائی میں نہیں سمجھ سکتے۔ نام میں تو سمجھتے ہیں مگر اس نام کے پیچھے کیا چیزیں پوشیدہ ہیں، کیا حکمتیں ہیں، ان باتوں کو سمجھنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اب میں براہ راست حضرت اقدسؑ کا کلام آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بہت سی ایسی باتیں جو ہم سرسری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ان کو آپؑ نے بہت گہرائی کی نظر سے دیکھا ہے اور ایسے سادہ لفظوں میں ان کو بیان فرمایا ہے کہ کوئی احمدی جو خواہ علم کی کسی سطح پر ہو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹھہر کر پوری توجہ کے ساتھ ان تحریرات کو بار بار پڑھے اور ان کے مضمون میں اترنے کی کوشش کرے۔

(اس موقعہ پر حضور نے لاؤڈ سپیکر کے نظام میں خرابی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:)

یہ جو لاؤڈ سپیکر ہے اس میں ذرا سا میں مونہہ پھیروں تو آواز ختم ہو جاتی ہے ایسا رکھنا چاہئے کہ جب آدمی کسی طرف مونہہ کرتا ہے کبھی ادھر مونہہ کرتا ہے تو آواز کے لیول میں، جس حد تک وہ آواز مناسب ہے اس میں کمی نہ آئے۔ نہ ضرورت سے زیادہ اونچی ہو۔ ورنہ وڈیوز میں جب ہم دنیا کو دکھاتے ہیں تو دیکھنے والوں کو بہت عجیب لگتا ہے کبھی اونچی آواز ہو گئی، کبھی نیچی آواز ہو گئی۔ اب یا تو میں بالکل سامنے یہیں بولتا رہوں اور یا عادت کے مطابق جب حرکت کروں تو پھر یہ آواز ڈوب جائے گی۔ بہر حال میں کوشش کرتا ہوں کہ جس حد تک بھی ممکن ہو آپ تک میں اس کلام کو صاف، کھلے لفظوں میں پہنچا سکوں۔

فرماتے ہیں: "دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ میں گناہ سے پرہیز کروں گا یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے" آپ چاہتے ہوں گے، اکثر احمدی چاہتے ہیں کہ ہمیشہ بیعت میں شامل ہو جائیں یہ تکرار ہے۔ فرماتے ہیں "نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی جب کہ دلوں میں تبدیلی اور خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی برے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ۔ یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے"۔

قرآن کریم میں بار بار انبیاء کے متعلق بشیراً وّ نذیراً، بشیراً وّ نذیراً کے القاب آتے ہیں ان کا عام انسان مطلب غالباً نہیں سمجھتا۔ وہ بشیر کی حد تک تو سمجھتا ہے، نذیر سمجھتے ہیں کہ وہ غیروں کے لئے ہیں یعنی دوسری قوموں کو ڈرانے کے لئے۔ یہ غلط فہمی ہے جو آپ کے دل سے دور ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ بشیر بھی تھے اور نذیر بھی اور دونوں کے لئے۔ جو آپ کو ماننے والے تھے ان کے لئے بھی آپؐ بشیر تھے اور نذیر بھی ساتھ ہی تھے۔ جو غیر قومیں تھیں ان کے لئے بھی آپؐ بشیر تھے اور نذیر بھی ساتھ ہی تھے۔ تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ مومن سمجھتے ہیں کہ ہم چونکہ مان گئے ہمارے لئے صرف بشیر ہیں اور جو نہ ماننے والے ہیں ان کے لئے نذیر ہیں یعنی ڈرانے والے۔ یہ بالکل غلط تاثر ہے۔ اور اس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ کی پرورش ہوتی ہے، گناہ کو حوصلہ ملتا ہے اور انسان سمجھ نہیں سکتا کہ گناہ کے مٹانے کے لئے محض بشیر نہیں بلکہ نذیر کی بشیر سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کو خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں "یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے"۔ یہ خوف الٰہی انبیاء دلاتے ہیں۔ انبیاء اگر خوف کی حقیقت سے آپ کو آگاہ نہ کریں تو آپ کو خوف الٰہی کی حقیقت کا علم نہیں ہو سکتا۔ "اگر یہ نہیں ہے تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے جو کہ اسے مصری پر چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں"۔ ایک مصری کی ڈلی پہ جس طرح چیونٹیاں چمٹی ہوئی ہوتی ہیں اس طرح آپؑ نے فرمایا کہ انسان کے ساتھ گناہ چمٹے ہوئے ہیں کیونکہ انسان ان گناہوں کو مٹھاس مہیا کرتا ہے، ان کی پرورش کے لئے اپنے خون جگر کو ان کے چاٹنے کا موقع دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو گناہ خود بخود جھڑ جائیں گے۔ اگر میٹھے کی ڈلی مٹھاس چھوڑ دے تو چیونٹیاں خود بخود اس کو چھوڑ کے چلی جائیں گی۔

تو اس بات میں گہری حکمت یہ ہے کہ انسان خود گناہوں کی پرورش کرتا ہے اور گناہوں کے لئے لذت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ بظاہر انسان اپنے لئے لذت چاہ رہا ہے مگر حقیقت میں وہ لذت گناہوں کو پہنچتی ہے اور اگر گناہوں کو لذت یابی کے سامان مہیا نہ ہوں تو گناہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ان کو کوئی بھی فائدہ آپ کے ساتھ رہنے میں نہیں رہے گا۔ "مگر خوف ہی ایک شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے"۔ حیوانات کو اگر خوف ہوگا تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ "مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے، پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے اور موت آئی تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتے"۔

ایک روزمرہ حقیقت ہے ہر انسان اسے دیکھتا ہے مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ جانور تو جانور ہے مگر اس کے باوجود اس کو اپنی جان پیاری ہے۔ اب اسے علم ہو کہ دانے کے ساتھ ایک خوف لگا ہوا ہے تو کبھی دانے پہ مونہہ نہیں مارے گا خواہ کیسی ہی بھوک ستائے۔ "پس جب کہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے

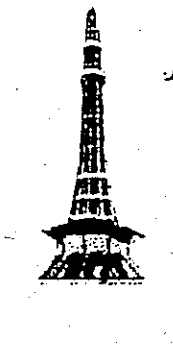
Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

ہوئے پرہیز کرتے ہیں تو انسان جو عقلمند ہے اسے کس قدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے- یہ امر بہت ہی بدیہی ہے کہ جس موقع پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے اس موقع پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا"-

اب ہم نے دیکھا ہے بہت لوگوں کو یورپ مین عادت ہے کہ وہ Speed Limit کی پابندی نہیں کرسکتے- اور یہ ایک ایسا جرم ہے جو ایک عام دستور بن گیا ہے، اس جرم میں سب ہی شامل ہیں- کوئی بڈھا، کمزور جس کو تیز چلانے سے ڈر لگتا ہو وہ اس وجہ سے رکے گا- سپیڈ کی پابندی جو حکومت نے لگائی ہے اس وجہ سے نہیں رکتا- مگر سب تیز رفتار کاریں جا رہی ہیں اور اچانک سب آہستہ ہونے لگ جاتی ہیں اور کچھ آگے جا کے پتہ چلتا ہے کہ پولیس کی کار کھڑی تھی- دیکھو پولیس کے خوف سے ایک چھوٹا سا جرم جو روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے اس سے بھی انسان پرہیز کرتا ہے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس موقع پر انسان کو خوف ہو اس موقع پہ وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا-

اس مضمون کو آگے بیماریوں کے تعلق میں بھی بیان فرماتے ہیں "مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جائے"- ایسا گاؤں جس میں طاعون پھیلا ہو- اس زمانے میں جب طاعون پھیلا ہوا تھا سوائے احمدیوں کے کوئی طاعون زدہ گاؤں میں جانے کی جرأت نہیں کیا کرتا تھا- "تو کوئی بھی جرأت کرکے نہیں جاتا حتٰی کہ اگر حکام بھی حکم دیں تو بھی ترساں اور لرزاں جائے گا"- یعنی حکام نے مجبور کردیا کہ تم نے ضرور جانا ہے تو کانپتا ہوا، اپنی جان کے خوف سے لرزتا ہوا وہاں پہنچے گا- "اور دل پر یہ ڈر غالب ہوگا کہ کہیں مجھ کو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورے کرکے وہاں سے بھاگے- پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہے- لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو اس کے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے- جس قدر خدا تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر خوف زیادہ ہوگا- ہر کہ عارف تراست ترساں تر"- ہر وہ شخص کہ عرفان رکھنے میں زیادہ ہے وہ خوف میں بھی زیادہ ہوگا-

یہ پہلو ہے جس کے اوپر بہت غور کی ضرورت ہے اور اس مضمون کو سمجھنا لازم ہے کیونکہ آگے جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ "انسان ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے جیسے پسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے- پس کیا وجہ ہے کہ خدا جو قادر مطلق اور علیم و بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرأت کرتا ہے"- سوال یہ ہے کہ خوف الٰہی اور جانور اور بیماری کا خوف کیا یہ ایک ہی چیز ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خوف الٰہی کی مثال دیتے ہیں تو جانوروں کی مثال دے رہے ہیں، مچھروں کی مثال دے رہے ہیں، پسو کی مثال دے رہے ہیں، بلی اور دانہ کھانے والے پرندوں کی مثال دیتے ہیں تو کیا آپ اس سے یہ سمجھے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بھی ایسی ہی صفات ہیں جیسے بلی، بچھو، کیڑے مکوڑے اور ان سے خوف رکھنا اور خدا کا خوف رکھنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں!؟ اگر ہیں تو پھر ہمارا خدا کس قسم کا خدا ہے جو کبھی پسو کے طور پر دکھائی دے گا، کہیں بندروں کے طور پر، کہیں مچھروں کے طور پر- یہ وہ نکتہ ہے جسے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ خوف الٰہی کی حقیقت یہاں سے کیا ظاہر ہو رہی ہے-

حیرت کی بات ہے آپ سنیں تو شاید آپ کو تعجب ہو کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں ہی میں اللہ کی معرفت ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدا کی وہ تقدیر ظاہر کر رہے ہیں جو قانون قدرت کے طور پر رائج ہے جسے ہم دیکھ سکتے ہیں- ایک مچھر کے یا پسو کے کاٹنے سے جو طبعی بد نتیجہ ظاہر ہوگا یہ قانون قدرت کی مطابقت میں ہے اور ہر قانون کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کچھ مضرات لگا دیئے ہیں، کچھ فوائد رکھ دیئے ہیں- اور وہ قوانین جن کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ نقصان دہ ہوں وہ کبھی بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے- وہاں خدا کا کلام ہے جو بول رہا ہے اور خدا کا خوف ان معنوں میں ہے کہ خدا تعالیٰ جب قانون جاری کردیتا ہے کہ ایک چیز سے تمہیں نقصان ہوگا تو وہ قانون لازماً کام کرتا ہے- اور وہ شخص جو سانپ کے مونہہ میں انگلی دے گا یا آگ میں ہاتھ ڈالے گا اگر آگ جلاتی ہے تو ذاتی فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے منشاء کے تابع جلاتی ہے- اگر سانپ ڈستا ہے تو خدا کے حکم کے تابع یعنی ان معنوں میں کہ اس کو ڈسنے کی جبلت عطا ہوئی ہے، اس کی خصلت میں ڈسنا رکھ دیا گیا ہے اور اس کی مجال نہیں ہے کہ اس سے انحراف کرے- پس قوانین قدرت سے خوف جب وہ بے رعایت اور بے دھڑک ہر نیک و بد پر اثر انداز ہوتے ہیں دراصل ان قوانین کو جاری کرنے والے کا خوف ہے- اور ان قوانین سے ان قوانین کے بنانے والے یعنی خدا تعالیٰ کا رعب اور دبدبہ ثابت ہوتا ہے- اگر غور کریں تو آپ کو قانون قدرت کی یہی حکمت سمجھ آئے گی کہ خدا نے قانون قدرت کو دو طرح کی خاصیتیں بخشیں، ایک منفی اثرات اور ایک مثبت اثرات- اگر انسان قانون کی منفی طاقتوں کو نظر انداز کرے تو وہ لازماً اس کو سزا دیں گی- یہ قوانین خودکار مشینوں کی طرح چلتے ہیں اور سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت خاصہ ان کو عمل سے روک رکھے یہ اپنے عمل میں نیک و بد میں کوئی تمیز نہیں کرتے- ان غالب اور مقتدر قوانین کا خوف دراصل ان کا خوف نہیں ہے بلکہ وہ قانون جاری کرنے والے کا خوف ہے جس کے قانون کے تابع ایک چھوٹے سے چھوٹا ادنیٰ کیڑا بھی اسی طرح حرکت کرے گا جیسے بڑے سے بڑا جانور اور خوفناک سے خوفناک چیز یا زلزلے یا طوفان اپنا اثر دکھاتے ہیں- یہ اثر دکھانا خدا کے منشاء کے تابع روزمرہ دکھائی دیتا ہے-

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خوف کی مثال بتاتے ہوئے دکھا دیا ہے کہ خوف کیا چیز ہے- خوف تو خدا کا ہے مگر ظاہر ہوا اس کی تخلیق میں سے- اور اس کی تخلیق کے صحیح استعمال کے ساتھ وہی چیز جو نقصان پہنچا سکتی ہے فائدہ بھی پہنچا دیتی ہے- اور بڑے بڑے حکماء نے جو شریر سے شریر جانور ہیں ان کے فوائد بھی گنائے ہیں اور قانون قدرت میں ایک جاری فائدہ بھی وہ دے رہے ہیں- اور انسان بھی جب چاہے ہر بد اثر رکھنے والی چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ مثبت چیز بھی خدا تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہے اس سے وہ چیز گریز نہیں کرسکتی-

یہ مطلب گناہوں سے توبہ کا کہ آپ فرماتے ہیں قانون قدرت جو روحانی ہے وہ بھی اسی طرح پر قائم ہے تم یہ خیال نہیں کرسکتے کہ خدا کے بنائے ہوئے ظاہری قانون سے تم بھاگ سکتے ہو اور جب بھاگتے ہو یعنی اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہو تو خوف الٰہی ہے گویا کہ جو تم پر طاری ہو جاتا ہے لیکن وہ مادی دنیا کا خوف ہے- تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ قادر مطلق خدا روحانی دنیا کا بھی خدا ہے اور روحانی دنیا کو بھی اس نے اسی طرح قوانین کے تابع پیدا کیا ہے- اور وہ قوانین اسی طرح لازماً اثر دکھاتے ہیں جس طرح دنیا کے مادی قوانین اور مادی نقصان دہ جانور، اگر آپ غلط استعمال کریں گے تو اپنا اثر دکھائیں گے-

یہ خوف الٰہی کی حقیقت ہے جس سے اکثر دنیا ناواقف ہے- جانور سے ڈرتے ہیں، کتے سے ڈریں گے، بلی سے ڈریں گے، ہمارے ہاں کلاس میں ایک موٹا بچہ ہے وہ جانور کے نام سے ڈرتا ہے مگر خوف الٰہی کی وجہ سے نہیں- اس کے دل میں ایک خوف بیٹھ گیا ہے بس- مگر جانور کی یہ معرفت اس کو حاصل ہے کہ وہ نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، اتنا پتہ ہے اور جانور کے قریب تک نہیں پھٹکتا- تو حقیقت یہ ہے کہ اگر گناہ کی ایسی ہی حقیقت ہو جیسے موٹے بچے کو حاصل ہے تو آپ بھی اسی طرح ڈریں گے اور کانپیں گے اور تھرتھرائیں گے اگر گناہ کا نام بھی لیا جائے مگر معرفت نہیں- پس خوف الٰہی کی حقیقت کو سمجھیں-

انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردے گا، گناہ ہٹ جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہے- مگر سانپ کے مونہہ میں کیوں نہیں انسان ہاتھ ڈال دیتا، ایک خوفناک کتے کو کیوں نہیں بھڑکاتا کہ اس پر حملہ آور ہو- یہ کیوں نہیں سوچتا کہ خدا تعالیٰ معاف کرسکتا ہے معاف کردے گا- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طبعی قانون کی طرف اشارہ کرکے خدا کے خوف کی حقیقت آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ گناہ جب سرزد ہو وہ اسی وقت اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس کے اثر کو آپ ٹال نہیں سکتے- جو بخشش کا مضمون ہے وہ بعد کا مضمون ہے- وہ آخرت میں جو اس کی سزائیں ملنی ہیں ان کے متعلق مضمون ہے اور اس دنیا میں بھی کسی حد تک یہ چلتا ہے- مگر یہ اسی طرح ہے جیسے آپ کو سانپ کے مونہہ میں انگلی ڈالنے سے نقصان تو پہنچ گیا ہو مگر ساتھ تریاق بھی مہیا ہو جائے، ساتھ شفا کا ذریعہ بھی میسر آجائے- یہ ذریعہ جو ہے یہ بخشش ہے لیکن کون ہے جو روز سانپوں کے مونہہ میں انگلی دے کر مادی اطباء سے بخشش طلب کرتا رہے- کون ہے جو چوٹیں کھائے اور اپنا سر دیواروں سے پٹکائے اور پھر ڈاکٹر کے پاس بھاگا بھاگا جائے- یہ جو بعد میں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے یہ بخشش کا مضمون ہے- یعنی گناہ کا بداثر ایک دفعہ تو ضرور ہوگا- یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ گناہ سرزد ہو اور اس کا بداثر ظاہر نہ ہو کیونکہ قانون قدرت میں آپ نے یہی دیکھا ہے- مچھر کاٹے، بچھو کاٹے، سانپ کو آپ موقع دیں کہ وہ آپ پر پھن پھیلائے، ہر صورت میں آپ کو مادی قانون توڑنے سے ایک نقصان لازماً پہنچے گا- اس نقصان سے بچنے کے لئے مغفرت ہے- اور دنیا میں مغفرت طلب کرنے کا مطلب ہے اچھے طبیب کے پاس جائیں، اچھے ڈاکٹر کا دروازہ کھٹکھٹائیں لیکن بعض دفعہ تریاق عراق سے آتا ہے اور یہاں موجود ہی نہیں ہوتا اور جب تک عراق سے تریاق آئے سانپ کا ڈسا ہوا مر بھی جاتا ہے-

اب اس دفعہ اردو کلاس میں ہمیں اس قسم کا بہت تجربہ ہوا- کسی بچے کو کوئی بیماری ہوئی- خدا تعالیٰ کا یہ فضل رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں جس کو چوٹیں لگی ہوں، نقصان پہنچا ہو اور اس کا ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی کے ذریعے مغفرت کا سامان نہ کیا گیا ہو اور شدید بیماریوں میں مبتلا بچے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ اٹھاتے رہے- یہ محض خدا کا فضل تھا جو اس نے ہم پر نازل فرمایا- مگر بعض بچوں کی دفعہ وہ کہتے تھے یہ

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478-6464 081 553 3611

دوائی نہیں ہے- یہ انگلینڈ سے آئے گی، فلاں جگہ سے آئے گی، تب جاکے فائدہ ہوگا اور ان کو فوری ضرورت ہوتی تھی- تو اس صورت میں پھر متبادل انتظام کا انسان کو علم ہونا چاہئے- شفا کے بھی متبادل انتظامات ہیں، اللہ تعالیٰ نے صرف ایک دوائی پر انحصار نہیں کیا- یہ مضمون اس کی مغفرت کے حاوی ہونے سے تعلق رکھتا ہے-

گناہ کا صدمہ تو ہوا یا ظاہری طور پر قانون قدرت کی خلاف ورزی سے نقصان تو پہنچا مگر اس نقصان کو دور کرنے کے لئے محض ایک ذریعہ خدا نے نہیں رکھا بلکہ بہت ذرائع رکھ دیئے مگر نقصان پہنچنے کے بعد، اس کی تلافی کی خاطر- تو اس لئے یہ یاد رکھیں کہ جب ہم کہتے ہیں مغفرت وسیع ہے تو ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مغفرت کے نتیجے میں قانون قدرت اثر چھوڑ دے گا- مغفرت کی وسعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو قانون خود بنا رکھے ہیں ان کی خلاف ورزی کرے اور کسی کی خاطر ان کو توڑ دے- ہرگز نہیں توڑتا- وہ لازم قانون ہے، سنت اللہ اسی کو کہتے ہیں- تمام خدا کی تقدیر خواہ وہ ظاہری ہو یا روحانی ہو وہ سنت اللہ ہے جس نے لازماً کام کرنا ہے- مگر پھر وہ بداثرات کو مٹانے کے لئے چونکہ غفور رحیم بھی ہے وہ انسان پہ مہربان ہوتا ہے اور ان کے بدنتائج کو کم سے کم کرنے کے لئے اس کے بہت سے ذرائع مقرر ہیں- ایک طب نہیں ہے جس سے فائدہ ضرور پہنچے- دنیا میں بہت سے طب کے نسخے ہیں، بہت سی قسم کے اطباء مختلف طب کے طریقوں سے کام لیتے ہیں ان میں ہومیوپیتھی ایک ہے- اگرچہ ہم اس پہ زور دیتے ہیں کہ اسی سے فائدہ اٹھاؤ مگر یہ بات جھوٹ ہے کہ اگر ہومیوپیتھی میسر نہ آئے تو گویا مغفرت کا سامان نہیں ہو سکتا- کوئی نہ کوئی علاج دوسرے طبی نظام میں ضرور مل جائے گا- ایک کی بجائے دو تین چار بعض دفعہ صدری نسخوں میں جو سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں آپ کو ایسا علاج مل جاتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے روزمرہ کے دوسرے ذریعے کام نہیں آتے- بعض دفعہ جب کچھ بھی میسر نہ ہو تو قانون قدرت میں مغفرت کا ایک اور قانون جاری ہو جاتا ہے اور وہ دعا ہے-

دعا کے ذریعے، جب آپ علاج کی کوشش کریں اور میسر نہ آئے تو اللہ کی مغفرت مادی دنیا پہ بھی اسی طرح غالب ہے جس طرح روحانی دنیا پہ غالب ہے اور وہاں آخری صورت دعا کی چلتی ہے- چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے اس سفر میں بھی مجھے تجربہ ہوا کہ بعض بچوں کے لئے کوئی صورت ظاہری دکھائی نہیں دیتی تھی لیکن جب دعا پہ توجہ دی گئی تو اچانک وہ ہنستے کھیلتے، ٹھیک ہوتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کو بھی نہیں پتہ کہ کیا بات کام کر گئی ہے- قانون قدرت کے مطابق روحانی زندگی کو دیکھیں- انہی قوانین کے تابع اگر کوئی زہریلا جانور انسان کو اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے ڈستا ہے تو بلا تردد اسے اپنی غلطی اور اس کے بدنتیجہ کا احساس ہو جاتا ہے لیکن گناہوں کا معاملہ اس سے کچھ مختلف ہے، ہر بار جب گناہ انسان کو ڈستا ہے تو اس کا فوری زہریلا اثر ہر انسان شناخت نہیں کر سکتا- مگر یہ جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہوتا ہے اور یہی وہ بڑا خطرہ ہے جو انسان کو مسلسل روحانی طور پر نقصان پہنچاتا رہتا ہے- ایسے گناہ جو گناہ کرنے والا فوراً شناخت نہ کر سکے وہ اثر تو دکھاتے رہتے ہیں مگر ان کی تکلیف فوری طور پر ظاہر نہیں ہوتی- اس کے نقصانات میں سے ایک تو یہ ہے کہ گناہگار رفتہ رفتہ بدی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور گناہ اسے مسخ کرتے چلے جاتے ہیں جیسے کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کوڑھ کا مریض ہے مگر اس کے علم سے بے نیاز کوڑھ اس کے سارے بدن پر اثرانداز ہوتی چلی جائے گی- اس غفلت کا ایک طبعی نقصان یہ ہے کہ جب انسان اپنے مرض کو پہچان ہی نہ سکے تو اس کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا- یہی حال گناہوں کا ہے ان کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے علاج یعنی استغفار کی طرف توجہ نہیں ہوتی- مغفرت کی جستجو اور طلب میں غفلت ہو جاتی ہے- یہ تمام مضمون خوف الٰہی سے تعلق رکھتا ہے- اس کے ساتھ خدا کی مغفرت، اس کی بخشش اِس دنیا میں یا اُس دنیا میں نجات پانا اس سارے مضمون کی آخری تان دعا پہ ٹوٹے گی- جب انسان بے قرار ہو جائے اور اس کی کچھ پیش نہ جائے، یہ وہ دعا ہے جسے قرآن کریم مضطر کی دعا کہتا ہے- وہ خدا جو عام حالات میں خدا سے روگردان انسان کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مغفرت فرماتا ہے لیکن اکثر اوقات انسان اس طرف توجہ نہیں دیتا یہاں تک کہ گناہوں میں ڈوب جاتا ہے لیکن جب اس کے لئے کوئی راہ نہیں رہتی، کوئی پیش نہیں جاتی بعض دفعہ اچانک گناہوں کے بداثرات میں اس طرح گھر جاتا ہے کہ اس کے پاس علاج کوئی نہیں لیکن ایسے حالات میں وہ خدا کو پکارتا ہے اور یہاں توحید باری تعالیٰ ایک اور جلوہ دکھاتی ہے- خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کی مدد کر سکے صرف خدا پہ سہارا ہو جاتا ہے اس کو توحید خالص کہتے ہیں اور توحید خالص کا جلوہ دعا کے ذریعے دکھایا جاتا ہے-

دعا کا توحید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اگر دعا نہ ہو تو توحید کا آپ کو کچھ بھی علم نہیں ہوسکتا- توحید کو خدا نے بندوں کے ساتھ اور ذریعوں کے علاوہ دعا کے ذریعے مضبوطی سے باندھا ہے- پس جب آپ دعا کریں گے تو مغفرت کے سامان اور گناہوں سے بچنے کے لئے ایک اور ذریعہ ہاتھ آ جائے گا لیکن وہ دعا جو مضطر کی دعا ہو- مضطر اکثر انسان دنیا میں ہوتا ہے جب کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے جب کوئی صورت نہیں رہتی، جب بیمار موت سے باتیں کر رہا ہے اس کے بچنے کے کوئی سامان نہیں اس موقع پر ہم نے ہمیشہ انسان کو مضطر دیکھا ہے- لیکن اسی مضمون کو اپنی روحانی زندگی پہ چلا کے دیکھیں- کیا کبھی آپ روحانی لحاظ سے بھی مضطر ہوئے ہیں؟ اگر نہیں تو وہ دعا پھر کون سنے گا جس میں روزمرہ آپ نے خدا سے روگردانی کی ہو اور اس کی طرف توجہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوا ہو- پس وہ خدا جو مضطر کی دعا سنتا ہے وہ خدا آپ پر اس جلال کے ذریعے ظاہر ہونا چاہئے جو آپ کو مضطر کر دے-

بعض دفعہ انسان کو گناہ کی حقیقت میں اضطرار اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گناہ کا ایک ایسا نتیجہ نکلنے والا ہو جو دنیا کو دکھائی دے دے- جب تک وہ دکھائی نہ دے ان کے اندر اضطرار نہیں پیدا ہوتا- بعض ایسے لوگ ہیں جو ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں- اب ان کا نام لینا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر میں جانتا ہوں مجھے خط لکھنے میں وہ ظاہر کر دیتے ہیں- جب تک ایڈز اپنا اثر دکھا کر ان کو ننگا نہ کر دے اس وقت تک ان کے دل میں اضطرار نہیں پیدا ہوتا- جب یہ پتہ چل جائے کہ سارے ماحول کو اب پتہ چلے گا کہ یہ کس بیماری سے مرا ہے تو اس وقت جان نکلنے لگتی ہے اور اس وقت اضطرار پیدا ہوتا ہے-

میں جو آپ کو بات سمجھا رہا ہوں یہ اس وقت کی بات نہیں سمجھا رہا- یہ مضطر ایسا ہی مضطر ہے جس کی کشتی طوفان میں پھنس جائے- **مگر جو گناہوں سے بچنے کا طریق ہے وہ امن کی حالت میں اضطرار کا پیدا ہونا ہے-** ابھی گناہوں نے آپ کا گھیرا نہیں ڈالا، ابھی آپ بچ نکل بھی سکتے ہیں مگر بار بار گناہوں کی طرف مائل ہونے کی بیماری کا آپ کو احساس ہے اور خیال ہوتا ہے کہ ہم پھر دوبارہ انہی گناہوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں- یہ خیال ہے جو بڑھتا بڑھتا آپ کو مضطر کر سکتا ہے- اور اگر اس خیال سے آپ مضطر ہو جائیں کہ ہم نہیں چاہتے اور یقیناً نہیں چاہتے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی نافرمانی کریں مگر طبعاً دوبارہ اسی طرف جھکتے ہیں اور دوبارہ انہی گناہوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ آپ کے اندر سے ایک مضطر اٹھ کھڑا ہوگا اور اس کی دعا ضرور سنی جائے گی-

ایسے مضطر کی بھی خدا دعا سنتا ہے جو اضطرار کی کیفیت دور ہونے کے بعد پھر انہی چیزوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کشتی میں سفر کر رہے ہیں اچھی اچھی پیاری پیاری ہوائیں چل رہی ہیں اچانک ہواؤں میں ہیجان پیدا ہو گیا، ایک طوفان بن گیا اور خدا کے سوا کوئی نہیں جو اس کشتی والے کو بچا سکے وہ مضطر کی دعا ہے جو سنی جاتی ہے باوجود اس علم کے کہ جب انسان خشکی میں امن کی حالت میں پہنچے گا پھر وہی کام شروع کر دے گا- وہ خدا جو ایسے مضطر کی دعا بھی سن لیتا ہے جو اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یعنی پیدا کردہ چیزوں کے خوف کی وجہ سے نہیں، اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مالک ہے، یہ جانتے ہوئے کہ گناہوں میں بار بار ملوث ہونا اس کے غیظ کو بھڑکا سکتا ہے جو اس کی وجہ سے مضطر ہو کے دعا کرے اس کی دعا ضرور سنی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے حالات بدلنے کے اوپر قدرت رکھتا ہے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کو رفتہ رفتہ گناہوں سے نفرت ہو جائے اور ان سے دل اٹھ جائے- اور جب گناہوں سے نفرت ہو جائے اور دل اٹھ جائے تو جیسے کیڑیاں اس میٹھے کو چھوڑ دیں گی جو مٹھاس نہ رکھتا ہو- ظاہری طور پر میٹھا ہو لیکن Coating مثلاً ایسی ہو کہ اس مٹھاس کا اثر نہ پہنچ سکے تو کیڑیاں اس سے نہیں چمٹیں گی- اسی طرح آپ کے گناہ، جب یہ اضطرار پیدا ہو اور اس کے نتیجے میں دعا کریں تو دعا آپ کے اندر تبدیلی پیدا کرتی ہے- گناہوں نے تو کھینچنا ہے جب تک وہ اپنی ایک لذت رکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ گناہوں کی لذات سے آپ کو نجات بخش سکتا ہے- یہ وہ اضطرار کا مضمون ہے جسے ہر احمدی کو دلنشیں کر لینا چاہئے-

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE-TV

خوفِ خدا کا معنی اس طرح سمجھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ جانوروں میں کیا ضرر ہے اس سے کیسے بچا جاتا ہے۔ نہ بچیں تو پھر مغفرت کیا معنے رکھتی ہے۔ اسی مضمون کو روحانی نظام میں جاری کر دیں تو آپ کو بالکل صاف دکھائی دے گا کہ یہ خوف الٰہی کس چیز کا نام ہے۔ **خوف الٰہی غالب قانون قدرت کا نام ہے۔ خوف الٰہی غالب قوانین مذہب کا نام ہے۔** ان قوانین نے لازماً اثر دکھانا ہے جب تک یہ یقین دل میں نہ بھر جائے کہ یہ قوانین اثر دکھائے بغیر نہیں رہیں گے یہ ایک لازمہ ہے ایک ایسی سنت اللہ ہے جس سے انسان لاکھ سر ٹکرائے اس سنت کو شکست نہیں دے سکتا تو وہ جان لے گا کہ خوف الٰہی کیا ہے۔ قدرت الٰہی کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے، اس کو پہچاننے کا، اس کے عرفان کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "بہت ہیں گو زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہوگا جب کہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو"۔

یہ دو چیزیں لازماً ضروری ہیں۔ دنیا میں بھی اگر آپ جنگل کا سفر کریں تو کوشش تو کرتے ہیں کہ ہر مہلک جانور سے بچ کے چلیں۔ کانٹوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تدبیر ہے۔ مگر بسا اوقات تدبیر کام نہیں کرتی اور اس وقت دعا کام آتی ہے۔ اگر تدبیر پوری طرح اختیار کریں گے تو پھر دعا کام کرے گی۔ بہت سے ایسے تجارب ہیں اور احمدیوں کو بکثرت ہوئے ہیں یعنی عام احمدی کثرت کے ساتھ گواہ ہیں اس بات کے کہ جب انہوں نے تدبیر کا دامن نہیں چھوڑا، اسے اختیار کیا تو وہ خطرناک حادثات جو تدبیر پر غالب آجاتے ہیں انہوں نے ان کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ دعا ایک غالب تقدیر کا نام ہے جو ہر تدبیر کی مدد بھی کر سکتی ہے، ہر تدبیر پر مخالفانہ طور پر غالب بھی آسکتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو گناہوں سے بچنے کے لئے تدبیر کا طریقہ سکھایا ہے اس طرف اکثر نوجوانوں اور بچوں کی توجہ نہیں ہوتی۔ گناہوں کو ابھارنے کے لئے اکثر بد مجالس غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اکثر سکول میں اگر بچے بد نصیبی سے برے بچوں کی مجلس میں شامل ہو جائیں تو ان کی باتیں، ان کے تذکرے کہ ہم نے یوں کیا، اس طرح مزہ آیا، فلاں کی اس طرح چوری کی، فلاں ڈرگ میں اس طرح ملوث ہوئے اور بڑا مزہ آتا ہے۔ ایک دفعہ ڈرگ والا سگریٹ پی لو تو تم کہیں سے کہیں پہنچ جاؤ گے، یہ ساری باتیں ان بچوں کی ہیں جو بد اثر ڈالنے والے بچے ہیں۔ ان کی مجلس میں اگر کوئی احمدی بچہ جائے گا یا احمدی بچی بیٹھے گی تو آپ کا فرض ہے کہ تدبیر اختیار کرتے ہوئے ان کو وہاں سے روکنے کی کوشش کریں کیونکہ بعض دفعہ براہ راست ڈسنا اپنی ذات میں ممکن نہیں جب تک ماحول میسر نہ آئے۔

پس ایسے بچوں کو آپ جنگل میں تو چھوڑ دیتے ہیں، ان کو ماحول میسر آتا ہے جس میں سانپ ڈسیں، بچھو کاٹیں، جانور حملہ آور ہوں اور آپ اس وجہ سے بے خوف ہوتے ہیں کہ ان کو کچھ نہیں ہوگا ہم نے ان کی تربیت کی ہوئی ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ اس موقع پر تدبیر ضروری ہے۔ **اور یورپ کے بچوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ ماؤں اور باپوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ گہری نظر سے ان کے حالات کا جائزہ لیا کریں۔** ان کے چہرے، ان کا اٹھنا بیٹھنا دیکھیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ماں باپ اگر شناخت کرنا چاہیں تو اپنے بچوں کی علامات کو شناخت نہ کر سکیں۔ وہ جس مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اس جیسی ادائیں اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچہ ان باتوں کو چھپا ہی نہیں سکتا۔ وہ جن ایکٹروں سے متاثر ہوں گے ان ایکٹروں جیسے کپڑے پہننے لگ جائیں گے۔ اگر ان کا ہیرو چھاتی کے بٹن کھول کر رکھتا ہے تو وہ چھاتی کے بٹن کھول کے رکھیں گے تو کیا آپ کو ان کی ننگی چھاتی دکھائی نہیں دیتی۔ کانوں میں بندے ڈالتے ہیں یا بالوں کی لٹ بڑھا لیتے ہیں تو کیا آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ اگر سر منڈا کے چلتے ہیں تو کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ انہوں نے کیوں سر منڈا لیا ہے یہ علامات وہ ہیں جو بالکل ظاہر و باہر ہیں اور نشاندہی کر رہی ہیں ایک جنگل کی جس میں وہ سفر کر رہے ہیں۔ بد ماحول سے وہ متاثر ہو چکے ہیں اور ان کا بد ماحول ان کو اس قسم کی حرکتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔ جب تک وہ پڑھائی کرتے ہیں آپ سمجھتے ہیں ان کا کوئی نقصان نہیں۔ جب تک آنکھوں کے سامنے برائی نہ کریں آپ سمجھتے ہیں کوئی برائی ان میں نہیں صرف کپڑے ہی ہیں نا۔ یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں صرف جنگل میں ہی گئے ہیں نا۔ کون سا سانپ کے مونہہ میں ہاتھ ڈالا ہے لیکن جب جنگل میں جائیں گے تو سانپ ان کی انگلیوں پہ پڑے گا اس کے مونہہ میں ہاتھ ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ سانپ پاؤں اور پنڈلیوں پہ کاٹے گا، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پاؤں اور پنڈلیاں اس کی طرف بڑھائی جائیں۔ تو ایک دفعہ اس جنگل میں سفر شروع ہو جائے تو پھر اس جنگل کے بد اثرات ضرور ہوں گے۔ یہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تدبیر کہتے ہیں۔ تدبیر کے ذریعے کوشش کریں لازماً ہر بچے کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کی طرف توجہ دینی ہوگی، ان کے بالوں کے سٹائل کو دیکھنا ہوگا، ان کا دوپٹے سے گھبرانا آپ کو دکھائی دینا چاہئے کہ وہ کٹ اٹھا کر اور دوپٹہ ہٹا کر چلنا چاہتی ہیں۔ کوئی ان کو کہے کہ دیکھو تمہاری بچی کو کچھ ہو رہا ہے وہ کہیں گے تم جاؤ اپنے بچوں کی فکر کرو تمہیں کیا ہماری بچی سے، بالکل ٹھیک ہے نیک ہے، نماز پڑھتی ہے۔ نماز تو پڑھتی ہے مگر کسی جھاڑی میں نماز پڑھے اور وہاں سانپ اور بچھو چھپے ہوئے ہوں تو وہ نمازی کو بھی نہیں چھوڑیں گے، اس کو بھی ضرور ڈس جائیں گے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح میں یہ ساری باتیں مخفی ہیں یعنی غفلت کی آنکھوں سے پڑھنے والوں کے لئے مخفی ہیں۔ مگر اگر بیدار آنکھوں سے دیکھیں تو آپؑ کی تحریرات میں گناہوں سے بچنے کے لئے بے شمار ایسی تدابیر پیش فرمادی گئی ہیں جن پر غور کریں، پھر مغفرت کی طرف متوجہ ہوں، خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھیں، اس کے عرفان سے اس کا خوف معلوم کریں نہ کہ خوف ہی کو جو جانور کا خوف ہے خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیدیں۔ ان سب امور کی طرف اگر آپ اور آپ کی وساطت سے میں تمام دنیا کی جماعتوں سے مخاطب ہوں اگر وہ اس تحریر کے مضمون کو سمجھیں اور اس پر غور کریں اور ہر قسم کی تدابیر اختیار کریں تو یہ ملک آپ پر غالب نہیں آسکتا۔ کوئی ملک بھی آپ پر غالب نہیں آسکتا۔ کوئی غیر اسلامی معاشرہ آپ کے حالات تبدیل نہیں کر سکتا۔ پھر آپ تبدیل کرنے والے ہوں گے، آپ کے ذریعے قوموں کے حالات بدل جائیں گے اور آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں، زمانے کے حالات کو تبدیل کر دیں، موت سے زندگی نکال کر دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے غصہ کو قابو میں رکھئے

انسانی ارتقاء میں غصہ کے جذبے کی اپنی اہمیت ہے اور اس کے ذریعہ ہم کسی خطرناک صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے غصہ کی حالت میں ہمارا ردعمل جسمانی رخ اختیار کر لیتا ہے۔

آج سے دو دہائی قبل نفسیات میں غصہ ضبط کرنا ایک غیر صحت مندانہ حرکت سمجھا جاتا تھا اور یہ نظریہ عام تھا کہ غصہ آنے پر اس کا کھل کر اظہار کرنے سے صحت ٹھیک رہتی ہے لیکن اب محققین دل کی بیماریوں اور جذباتی ردعمل کا آپس میں رشتہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ۸۰ء کی دہائی میں ڈیوک یونیورسٹی میں کی جانے والی ایک تحقیق نے ایسے نتائج ظاہر کئے ہیں جس سے لگتا ہے کہ غصہ دل کی بیماریاں پیدا کرنے میں خاصا مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

ایسے لوگ جو غصہ ور اور زود رنج ہوں انہیں Type-H قرار دیا گیا ہے اور ایک میڈیکل کالج کے ۲۵۵ طلباء کا جب جائزہ لیا گیا تو علم ہوا کہ ایسے طلباء جنہیں جائزے کی ابتداء میں Type-H قرار دیا گیا تھا ۲۵ سال گزرنے پر جب دوبارہ دیکھا گیا تو ان لوگوں میں دل کی بیماریاں چار تا پانچ گنا زائد تھیں۔

اس تحقیق پر ابھی لے دے ہو رہی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تحقیق مکمل نہیں اور ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دل کی بیماریاں غصہ کے اظہار کرنے کی بجائے غصہ دبائے رکھنے کی وجہ سے لاحق ہوئی ہوں۔ لیکن باوجود اختلافات کے ایک بات طے ہے کہ غصہ کی صلاحیت کو ہمیشہ بہتر مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

ایک مطالعہ میں بہت سے اشخاص کے بلڈ پریشر کا جائزہ لیا گیا اور ان سے بہت سے سوالات بھی کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ اگر آپ کا افسر دفتر میں آپ سے ناراض ہو تو آپ کیا کریں گے؟ ایسے لوگ جن کا بلڈ پریشر بہت کم تھا انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم اس پر غصہ محسوس کریں یا نہ کریں لیکن بالآخر ہم افسر کے پاس جا کر اس سے بات کریں گے اور مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ماہرین کے خیال میں غصہ کا یہ بہترین استعمال ہے کہ جس مسئلہ پر غصہ آرہا ہے اسے بہتر طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ بعض اوقات غصہ کی حالت میں بے سوچے سمجھے ردعمل کرنے سے منفی نتائج سامنے آتے ہیں۔ لیکن ملازمت کے دوران بہت دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہوتی رہتی ہے جس میں انسان تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے غصہ چڑھ جاتا ہے اور اگر اسے ہر دفعہ دبایا جائے تو اس سے بعض منفی عادات پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً افسروں کے خلاف پیٹھ پیچھے باتیں بنانے کی عادت یا کام کو ٹالنے لگ جانا وغیرہ۔ ان لوگوں میں بعض اوقات جسمانی تکالیف جیسے سر درد، کمر درد اور ڈیپریشن وغیرہ کا غلبہ بھی ہو جاتا ہے۔

اپنے کام کے دوران سب سے زیادہ توجہ اس بات پر رکھنی چاہئے کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے وہ درست طور پر کیا جائے اور ہر چیز کو جذباتی نکتہ نظر سے نہ دیکھا جائے۔ ایک ماہر نفسیات کا قول ہے کہ اپنے دفتر میں ہونے والی ہر چھوٹی چھوٹی ناانصافی پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر کسی مسئلہ پر جذباتی ردعمل دکھانا بھی پڑے تو سلیقہ سے دکھانا چاہئے۔ کسی مسئلہ پر اپنے افسر سے بھڑنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے غور کر کے مسئلہ کے بارہ میں گفتگو کریں نہ کہ غصہ میں جھگڑنا شروع کر دیں۔

بعض اوقات دفتر کی کسی بات پر گھر آکر غصہ نکالنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ لیکن گھر میں غصہ نکالنے کا بھی مناسب سلیقہ ہونا چاہئے۔ ایک مطالعہ میں ایسے جوڑوں کا جائزہ لیا گیا جو غصیلے تھے اور آپس میں جھگڑتے رہتے تھے تو یہ بات سامنے آئی کہ جب تک میاں بیوی ایک دوسرے پر الزام تراشی نہیں کرتے رہے یا بے عزتی نہیں کرتے رہے اس وقت تک جھگڑے سے نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ ایسے گھروں میں نارمل انسانی جذبات غصہ، شفقت، پیار اور جھگڑا سبھی قسم کے جذبات شامل ہونے کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی بہت سوں سے بہتر تھی۔ لیکن دفتر میں یا گھر میں بے قابو غصہ کا اظہار بہرحال مناسب نہیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں لمبا سانس لیں اور غور کریں کہ کیا اس صورت حال میں غصہ کرنے سے کوئی فائدہ ہوگا؟ کیا یہ بات واقعی اتنی سنجیدہ ہے کہ مجھے اس پر غصہ آنا چاہئے؟ اور کیا مجھے اس بات پر غصہ کرنے کا کوئی حق ہے؟ اگر ان میں سے کسی بات کا جواب بھی نفی میں ہے تو بجائے غصہ کرنے کے غصہ تھوکنے کی کوشش کریں، سیر کریں، آرام کریں اور گہرے سانس لے کر اپنی توجہ مجتمع کرنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ بہادر وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو میں رکھے۔ پس اپنے غصہ کی صلاحیت کو قابو میں رکھتے ہوئے اسے بہتر مقاصد کے لئے استعمال کیجئے۔

(مرسلہ: خلافت لائبریری، ربوہ)

☆......☆......☆......☆

سو سال پہلے

تاریخ احمدیت سے

شیخ محمد رضا طہرانی نجفی کی اشتہار بازی

شیخ محمد رضا طہرانی نجفی ایک شیعہ مجتہد تھے جنہوں نے سستی شہرت اور اپنے علم وفضیلت کا سکہ جمانے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اشتہار بازی کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے حق وکذب کے فیصلے کا یہ مضحکہ خیز طریق پیش کیا کہ ہم دونوں لاہور کی شاہی مسجد کے منارے سے چھلانگ لگائیں جو صادق ہوگا وہ بچ جائے گا۔ نیز حضرت اقدس کے دعویٰ والہام ونشان کا مذاق اڑاتے ہوئے تعلّی کی کہ میں چالیس لمحوں میں نشان دکھا سکتا ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے یکم فروری ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہار ان کے شاہی مسجد سے چھلانگ لگانے کے متعلق تو یہ لطیف جواب دیا کہ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا میں اس طرز کا واقعہ دو مرتبہ ہوا ہے۔ شیخ نجدی نے (شیخ نجدی شیطان کا لقب ہے (جدید لغات کشوری) حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلی مرتبہ یہ کہا تھا اور اب شیخ نجفی مجھ سے یہ تقاضا فرمارہے ہیں۔ پس میں بھی انہیں وہی جواب دیتا ہوں جو حضرت مسیح نے شیخ نجدی کو دیا تھا کہ میں اپنے خدا کی آزمائش نہیں کرنا چاہتا۔ (انجیل متی باب ۴ آیت ۵ تا ۷) شیخ نجفی کے دعویٰ نشان نمائی کے متعلق فرمایا کہ چالیس روز کے اندر اگر ہم سے نشان ظاہر ہوگیا اور وہ جو چالیس لمحوں میں کرامت دکھانے کا ادعا کرتے ہیں چالیس دنوں میں بھی کچھ نہ دکھا سکے تو صادق وکاذب کی خود بخود شناخت ہو جائے گی۔ سو چالیس دن کے اندر لیکھرام پشاوری کی ہلاکت کا نشان وقوع میں آگیا۔ جس پر حضور نے ۱۰ ؍مارچ ۱۸۹۷ء کو اشتہار دیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی صداقت پر چمکتا ہوا نشان ظاہر کر کے شیخ نجفی کا کذب کھول دیا ہے اور اب کسی مقابلہ کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی۔ تاہم تنزل کے طور پر راضی ہیں کہ وہ شیخ نجفی مسجد شاہی کے منارہ سے اب نیچے گر کے دکھلاویں۔

ولادت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ

۲ ؍مارچ ۱۸۹۷ء مطابق ۲۷ ؍رمضان ۱۳۱۴ھ کو حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت اقدسؑ کو الہاماً خبر دی گئی کہ " تنشا فی الحلیة" کہ دختر نیک اختر زیورات میں نشوونما پائے گی۔ پھر ۱۹۰۱ء میں الہام ہوا "نواب مبارکہ بیگم" ان الہامات اور بعض رؤیا کی روشنی میں حضور نے (حضرت صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد (حضرت صاحبزادہ) مرزا شریف احمد اور حضرت سیدہ کی آمین کے موقعہ پر خصوصاً آپ کے متعلق فرمایا۔

اور ان کے ساتھ دی ہے ایک دختر
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر
کلام اللہ کو پڑھتی ہے فرفر
خدا کا فضل اور رحمت سراسر
ہوا اک خواب میں یہ مجھ پہ اظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بختِ برتر
لقب عزت کا پاوے وہ مقرر
"یہی روز ازل سے ہے مقدر

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت صاحبزادی صاحبہ (حفظہا اللہ) حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ رئیس اعظم ریاست مالیر کوٹلہ سے بیاہی گئیں۔ ۱۷ ؍فروری ۱۹۰۸ء کو آپ کی تقریب نکاح عمل میں آئی اور ۱۴ ؍مارچ ۱۹۰۸ء کو رخصتانہ ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے پڑھا جس میں کہا "ایک وقت تھا جبکہ حضرت نواب صاحب موصوف کے ایک مورث اعلیٰ صدر جہاں کو ایک بادشاہ نے اپنی لڑکی نکاح میں دی تھی اور وہ بزرگ بہت ہی خوش قسمت تھا۔ مگر ہمارے دوست نواب محمد علی خان صاحب اس سے زیادہ خوش قسمت ہیں کہ ان کے نکاح میں ایک نبی اللہ کی لڑکی آئی ہے"۔

حضرت سیدہ موصوفہ سلسلہ کی ان بزرگ ہستیوں میں شامل ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے براہ راست تعلق ونسبت کا فخر بھی بخشا ہے اور بلند پایہ اور لطیف روحانی اور ادبی ذوق سے بھی نوازا ہے۔ آپ کا شعری کلام تصوف وروحانیت کی نازک خیالیوں اور لطافتوں سے لبریز اور سوزوگداز میں ڈوبا ہوتا ہے۔ آپ کی شعری خدمات کا سلسلہ ۱۹۲۴ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ یورپ کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔

نظم کی طرح نثر میں بھی مخصوص طرز نگارش رکھتی ہیں۔ زبان نہایت نفیس پاکیزہ اور شگفتہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی دعا اور حضرت ام المومنینؓ کی حسن تربیت کا فیض ہے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت)

اعلان نکاح وشادی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ ؍ستمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں عزیزہ طیبہ کرامت صاحبہ بنت چوہدری حمید احمد صاحب کرامت کا نکاح عزیزم بلال اعجاز صاحب ابن مکرم چوہدری اعجاز گھمن صاحب سے پندرہ ہزار ڈالر حق مہر پر پڑھایا اور خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

اسی رات محمود ہال میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ بھی محمود ہال ہی میں ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت دونوں تقاریب میں رونق افروز ہوئے، دعا کروائی اور شریک طعام ہوئے۔

عزیزہ طیبہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کی پڑنواسی اور مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کی نواسی ہے۔ اور عزیزم بلال اعجاز حضرت چوہدری نظام دین صاحبؓ صحابی آف بج گراں سیالکوٹ کے پوتے اور چوہدری محمد اشرف صاحب آف امریکہ کے نواسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ تقریبات ہر دو خاندانوں کے لئے دینی ودنیوی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ دو بڑی بڑی جماعتوں کی طرف سے مجھ سے مطالبہ ہوا ہے کہ اس سال ان کے لئے کوئی ایسا ٹارگٹ بیان کروں جس میں وہ اللہ کے فضل سے ساری دنیا سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ یہ دو بڑی جماعتیں جرمنی اور امریکہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سب سے غیر معمولی بات نماز ہے۔ نماز سے بڑھ کر کوئی ٹارگٹ نہیں۔ نماز میں غیر معمولی محنت کریں۔ تمام خدام، انصار، بچے، عورتیں سب نماز کے بارہ میں محنت کریں کیونکہ یہ مرکزی چیز ہے۔ اگر یہ سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔ نماز ہی عبادت کا معراج ہے۔ نماز کے عروج کا تعلق انکسار سے ہے۔ سب سے بڑا معراج سجدہ میں ہوتا ہے جہاں بندہ اپنی پیشانی زمین پر لگا کر سبحان ربی الاعلیٰ کا اعلان کرتا ہے۔ ہر ترقی کا راز اس پستی میں ہے جو انسان خدا کی خاطر اختیار کرے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جمعہ جس سال کا آغاز کرے گا اس میں جماعت نماز کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حضور نے بتایا کہ اس سفر کے دوران ایک احمدی بچی نے اپنے خاندان کی ملاقات کے بعد الگ وقت مانگا۔ جب وہ الگ ملاقات کے لئے آئی تو اس پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔ ذرا سنبھل کر اس نے بات شروع کی کہ مجھے خاوند کی طرف سے کوئی جسمانی یا دنیاوی تکلیف نہیں۔ بہت نیک طبیعت کا انسان ہے۔ ہر طرح میرا خیال کرتا ہے۔ بچوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جو چاہوں جس طرح چاہوں خرچ کرتا ہے۔ میرے کہنے پر جماعت کے چندے بھی ادا کرتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا۔ حضور نے فرمایا کہ دل پر اس کا گہرا اثر پڑا کہ احمدی بچی خاوند کے نماز نہ پڑھنے کے نتیجہ میں اتنی غمزدہ ہے اور سمجھتی ہے کہ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو کچھ بھی نہ رہا۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایمان کے نتیجہ میں مزاج سدھریں تو ہو نہیں سکتا کہ ایسا آدمی نماز پر قائم نہ ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی (حافظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطیٰ و قوموا لله قانتین) کے حوالہ سے نمازوں کی حفاظت پر خصوصی طور پر مستعد ہو جانے اور بالخصوص درمیانی نماز کے حفاظت کی طرف تاکیدی توجہ دلائی۔ "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر قوم کے لئے مختلف حالات ہوا کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر لوگوں کے حالات بدلتے ہیں۔ ان بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ صلاۃ وسطیٰ کا مطلب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ایسی نماز جو بیچ میں آئے، ایسی نماز جو انسان کے کاموں کے بیچ میں آئے جہاں اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل کے تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صبح کی نماز ہے خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں راتوں کو دیر تک جاگنے کا رواج ہے۔ زیادہ متمول خاندانوں میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ رات دیر تک جاگتے ہیں اور مجلسیں گپوں سے سجتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو ازسرنو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ تلخ مثالیں آپ کے سامنے رکھی جائیں۔ پس میں اس بیان سے نہیں شرماتا کہ یہ کمزوری جماعت میں پائی جاتی ہے اور ایک ایسے طبقہ میں پائی جاتی ہے جس کا ہر خاندان سے تعلق ہے۔

حضور نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے حوالہ سے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو ایک موقعہ پر یہ فرمایا کہ جو لوگ صبح کی نماز میں نہیں آتے میرا دل چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ یہ بہت خشمگیں اظہار ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں کیا اس لئے کسی دوسرے کا حق نہیں کہ جسمانی یا ظاہری سختی سے کام لے لیکن اس بات کی تکلیف کا محسوس کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک سختی کا تعلق ہے یہ ایک قسم کا انذار ہے کہ جو صبح کی نماز نہیں پڑھتے وہ اپنے لئے ایک قسم کا جہنم کا سامان کرتے ہیں اور بہتر ہے کہ اخروی جہنم سے بچا جائے۔ حضور اکرمؐ کے اس ارشاد میں یہ پیغام ہے کہ جو لوگ صبح کی نماز سے غافل ہیں وہ اپنے لئے جلنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بہتر ہوتا کہ اس دنیا میں جل جاتے بجائے اس کے کہ نماز صبح سے غافل ہو کر خدا کی جہنم میں جلتے۔

حضور نے فرمایا کہ یورپ وغیرہ میں یہ بھی رواج ہے کہ دن کی وہ نمازیں جو کام میں مصروفیت کے دوران آتی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور کام کی مجبوری کا خیال کرتے ہوئے انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ ساری مغربی قومیں جنہیں نمازیں خواہ ان کے کاموں میں آئیں یا رات کو آئیں ان میں صلاۃ وسطیٰ کی نگرانی ہونی چاہئے۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر کاموں کی مجبوری سے نماز نہیں پڑھ سکتے تو کام چھوڑ دیں مگر اللہ کے احکام کو نہ چھوڑیں۔ یہ لازمی فریضہ ہے جس سے روگردانی کے نتیجہ میں آپ کی عاقبت بھی خراب ہوگی اور دنیا بھی خراب ہوگی۔ اس لئے ازسرنو اس پر غور کریں۔ اگر آپ کے ایمپلائرز اس بات کو سمجھ جائیں اور آپ ان کو سمجھا سکیں تو آپ کو عین مصروفیتوں کے دوران بھی نماز ادا کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اگر وہ نہ سمجھیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اگر قربانی کا وقت ہے تو یہی وہ وقت ہے کہ آپ کو اللہ کی رضا پیاری ہے۔ نماز کو وہی مقام دیں جو اس کا مقام ہے یعنی عزت وبزرگی کا مقام۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہر جگہ پہلے سے زیادہ اس طرف متوجہ ہوگی کہ ہمارا دین، ہماری دنیا، ہماری زندگی، ہماری جان نماز میں ہے۔ اگر یہ نہ رہے تو ہمارا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ حضور نے فرمایا ایسی نمازوں کے وقت جنہیں آپ دنیا کو ترک کر کے قائم کرتے ہیں تب آپ اللہ کے فرمانبردار ٹھہرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات بھی نماز کے متعلق سناتے ہوئے ان کے معانی ومطالب کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ عبادت ہی وہ بنیادی انسان کی صفت ہے جو اسے خدا کا بندہ بناتی ہے۔ عبادت کا گہرا تعلق انسان کی نیت سے ہے۔ اگر ایک انسان نیت کے لحاظ سے اللہ کے حضور اپنے آپ کو ایک عبد کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ کر لے تو وہیں سے اس کی عبادت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر یہ عبادت نماز کی بنیاد نہ بنے تو پھر دوسری بنیاد جس پر نماز کو قائم کیا جائے گا ایک کھوکھلی نماز ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ پہلے بھی بارہا نماز کے متعلق توجہ دلا چکا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے اسے دہرانے کی ضرورت ہے۔ حضور نے بڑے درد بھرے انداز میں فرمایا کہ وہ سب جن کا جماعت سے تعلق ہے، جو مجھے اپنا سمجھتے ہیں ان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ نمازوں کو قائم کریں۔ صبح کی نماز کی طرف واپس لوٹیں اور صلاۃ وسطیٰ کی حفاظت کریں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت ان نصیحتوں کو سینے سے لگائے گی۔ یہ نمازیں ہیں جنہوں نے دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان سب نصیحتوں پر عمل درآمد کرنے والے ہوں اور خدا کے نزدیک سچے اور پاک ٹھہریں۔

اُمّتِ مُسلِمہ کے مختلف فرقے

(از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم)

ساتویں قسط

الدروز یا الدرزیہ

فاطمی خلیفہ حاکم بامر اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا یا نہیں کیا اس بارہ میں اختلاف ہے لیکن یہ مسلمہ بات ہے کہ الحاکم ایک متلون مزاج، دیوانہ ذہن، خود بین خلیفہ تھا اور اس بات کو پسند کرتا تھا کہ لوگ اس کے سامنے سجدہ کریں۔ چنانچہ اس کے انہی حالات کی وجہ سے اسماعیلیوں کا ایک گروہ اس بات کا دعویدار ہوا کہ الحاکم الٰہ ہے یا الٰہ نے اس میں حلول کیا ہے۔ س نظریہ کا سرگرم داعی حمزہ بن علی الزوزنی اور محمد بن اسماعیل الدرزی وغیرہ تھے۔ یہ سب کے سب فارسی تھے اور ملوک فرس کی تالّہ کے بارہ میں فارسیوں کے جو نظریات ہیں یہ ان سے متاثر تھے۔ محمد بن اسماعیل الدرزی نے اس دعوت کو عام کیا۔ کتابیں لکھیں۔ الحاکم کے مقربین میں شامل ہوا اور الحاکم کی چھاؤنی میں اس نظریہ کی خوب اشاعت کی اور مختلف داعیوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ بعد میں یہ شخص مصر سے بھاگ کر شام کے پہاڑی علاقہ میں پناہ گزیں ہوا اور یہاں اپنا مرکز قائم کیا اور اردگرد کے علاقہ میں اس نظریہ کو پھیلایا۔ چنانچہ اب تک لبنان اور حوران میں اس کے پیرو موجود ہیں جو دروز یا درزیہ کہلاتے ہیں۔

دروز ظہور توحید کے طور پر اپنا سال ۴۰۸ھ سے شروع کرتے ہیں۔ یہی وہ سال ہے جس میں حمزہ بن علی الزوزنی نے تالّہ الحاکم کے نظریہ کا اظہار کیا۔ دروز کا فرقہ دو گروہوں میں منقسم ہوتا ہے۔ روحانیوں اور جثمانیوں۔ روحانی گروہ کے تین درجے ہیں۔

رءوسا، عقلا اور اجاوید۔ رءوسا الدرزیہ کے کلید بردار امین ہوتے ہیں۔ عقلاء کے پاس داخلی اسرار کی مفاتح ہوتی ہیں جن کا تعلق دروز کی تنظیم اور مذہبی تربیت ہے۔ اجاوید کے پاس اسرار خارجیہ کی چابیاں ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعہ دوسرے مذاہب کے ساتھ رابطہ قائم رکھا جا سکتا ہے۔

دروز کا دوسرا گروہ جثمانیون کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک الامراء الجثمانیون اور دوسرے العامہ (الجہال)۔ الامراء الجثمانیون حرب و ضرب اور زعامہ وطنیت کے انچارج ہوتے ہیں اور جہال سے مراد وہ طبقہ ہے جو صرف مذہب کا نام جانتا ہے اس کے مسائل اور اس کے فلسفہ سے ناواقف محض ہوتا ہے۔ یہ دونوں طبقات روحانی طبقات کا مقام کبھی حاصل نہیں کر پاتے۔

رسائل الحاکم بامر اللہ کے مباحث بحیثیت مجموعی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حاکم خدائی طاقتوں کا مدعی تھا۔ دروز قرآن کریم کے من جانب اللہ ہونے کے قائل ہیں لیکن اس کی آیات کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کا ظاہر مراد نہیں بلکہ باطن مراد اور مطلوب ہے۔ ان کی تاویل کی ایک مثال یہ ہے کہ نماز سے مراد حفظ الاخوان

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-211-8257
FAX: 0141-211-8258

اور روزہ سے مراد صدق اللسان ہے اور روحیں تناسخ کے چکر میں سے مراد صدق اللسان ہے اور روحیں تناسخ کے چکر میں سرگردان رہتی ہیں۔ اسے وہ تقمص کہتے ہیں یعنی وہ چولے بدلتی رہتی ہیں۔ وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ یہ کائنات قدیم ہے اور ابدی بھی ہے، کبھی نابود نہیں ہوگی۔

النزاریہ

الحسن بن الصباح کی تحریک اور آغاخانی اسماعیلی

آٹھویں فاطمی خلیفہ المستنصر کی وفات کے بعد اس کے جانشین کے بارہ میں نزاع پیدا ہو گیا۔ خود المستنصر نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس کا جانشین اس کا بڑا بیٹا ابو منصور نزار بنے لیکن وہ اپنی اس خواہش کو بوجوہ پورا نہ کر سکا اور اس کی وفات کے بعد اس کے وزیر الافضل نے اکثر امراء اور حکام کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ نزار کی بجائے اس کے چھوٹے بھائی ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ کی بیعت کی جائے چنانچہ مستعلی باللہ نواں (۹) خلیفہ منتخب ہو گیا۔ بعض امراء نے اس تبدیلی کا برا منایا اور انہوں نے نزار کی تائید کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور نزار کو گرفتار کر کے دیوار میں چنوا دیا گیا بہرحال نزار کے حامیوں میں الحسن بن صباح بھی تھا۔ اس نے دعوت نزاریہ کے لئے تحریک چلائی اور ایران کے محفوظ پہاڑوں میں اپنا مرکز بنایا۔ یہ ۴۸۳ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہاں سے دعوت مستعلیہ کے مقابلہ میں دعوت نزاریہ کا آغاز ہوا۔ اس نظریہ میں امام مستور کی طرف دعوت ایک مرکزی نقطہ تھا۔ الحسن بڑا عالم اور فلسفہ کے عملی پہلوؤں کا ماہر اور اعلیٰ تنظیمی قابلیتوں کا مالک تھا۔ اس نے اس علاقہ میں رہنے والے اسماعیلیوں کو منظم کیا۔ دعاۃ کے ایک نئے سلسلہ کا آغاز کیا۔ اپنے حامیوں کی تربیت کے محفوظ مراکز قائم کئے۔ رودبار، قوہستان اور طالقان جو خراسان کے پہاڑی علاقے تھے ان میں سینکڑوں قلعے بنوائے اور عسکری انداز کی گروہ بندی کی۔ شام کی طرف بھی اپنے داعی بھیجے اور حسب حالات چھپ کر یا کھلے بندوں سلجوقیوں اور مستعلیوں پر چھاپے مارنے کی منصوبہ بندی کی۔

علمی لحاظ سے الحسن اس بات کی دعوت دیتا تھا کہ حقیقت باطنیہ تک پہنچنے کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے اور جب امام مستور ہو تو پھر اس کا نائب مصدر عرفان ہوتا ہے اور اس وقت وہ خود نائب امام اور مصدر عرفان ہے۔

خلافت عباسیہ نے جب الحسن کی تحریک کا خطرہ محسوس کیا تو علمی میدان میں سنی علماء کو آمادہ کیا کہ وہ اس تحریک کی مخالفت میں علمی دلائل مہیا کریں اور عمدہ کتابیں لکھیں۔ چنانچہ جن علماء نے اس میدان میں کام کیا ان میں امام غزالیؒ سرفہرست ہیں۔ آپ نے الحسن بن صباح کی باطنی تحریک کے رد میں کتاب لکھی جس کا نام "المستظہری" رکھا۔ ایک اور کتاب "المنقذ من الضلال" میں بھی اس تحریک کے خلاف علمی دلائل مہیا کئے۔

الحسن الصباح نے اپنی جماعت کو کئی حصوں میں تقسیم کیا اور رابطہ کے لحاظ سے انہیں باہمی محبت، اخوت اور مرحمت کا نصب العین دیا۔ ایک گروہ کے ذمہ علمی میدان میں کام کرنا تھا۔ دوسرے گروہ کو بطور فدائی اور خفیہ طور پر امراء اور علماء کو قتل کرنے کی تربیت دی گئی۔ یہ فدائی بڑی رازداری، انتہائی احتیاط اور بڑی جرأت کے ساتھ اپنے نشانہ پر وار کرتے تھے اور اس بات سے بالکل بے نیاز ہوتے تھے کہ اس راہ میں ان کی جان چلی جائے گا یا وہ بچ نکلیں گے۔ ان فدائیوں کو مختلف انداز میں تیار کیا جاتا تھا۔ ایک گروہ کو بھنگ کی عادت ڈالی جاتی تھی یا کسی اور طریق سے ان کے ذہن پر قابو پایا جاتا تھا اور انہیں تربیت دی جاتی تھی کہ جو فرض انکے سپرد کیا جائے بہرحال انہوں نے اسے سرانجام دینا ہے۔

بھنگ کے ذریعہ یا عمل تنویم کے ذریعہ ان کو مدہوش کر کے انتہائی خوبصورت باغوں میں لے جایا جاتا جو پہاڑی قلعوں کے اردگرد کے چشموں کے پانی سے سیراب ہوتے تھے۔ ان باغوں میں محل نما مکانوں میں ہر قسم کی نعماء نغمہ و سرود اور خوبصورت عورتوں اور حسین لڑکوں سے مزین رکھا جاتا اور جن فدائیوں کو ان میں لایا جاتا ان کو کہا جاتا کہ یہ جنتیں ان کو ملتی ہیں جو امام یا نائب امام کے حکم کی دل و جان سے اطاعت کرتے اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ان باغوں اور محلات میں ان کو رکھ کر پھر سے بذریعہ عمل تنویم ان کو باہر لایا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ تو ایک عارضی نظارہ تھا جب تم امام کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان قربان کرو گے تو دائمی طور پر ان جنتوں میں تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔ غرض اس طرح کے مختلف طریقوں سے کام لے کر الحسن نے جو دہشت گردی کی نفسیات کا ماہر تھا فدائیوں کے ایسے گروہ تیار کئے جنہوں نے اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء، قابل امراء اور عسکری قائدین کو موت کی نیند سلا دیا اور وہ خود بھی نزاری تحریک پر فدا ہو گئے۔

ملک شاہ سلجوقی کے انتہائی قابل وزیر اور مدرسہ نظامیہ بغداد کے بانی نظام الملک طوسی بھی اسی قسم کے ایک فدائی کے ہاتھوں شہید ہوئے کیونکہ انہوں نے الحسن کی تحریک کو کچل دینے کا عزم کیا تھا۔

فدائیوں کے علاوہ چھاپہ مار جنگ میں مہارت رکھنے والوں کا بھی ایک گروہ تیار کیا اور بعض لڑاکا قبائل کے جوانوں کو جنگ کی تربیت دی گئی۔ ان تیاریوں کے بعد الحسن کھلے بندوں خلافت عباسیہ اور اس کے امراء اور عسکری قائدین کے سامنے ڈٹ گیا۔ الحسن خود ایک مضبوط قلعہ میں رہائش پذیر تھا جس کا نام قلعہ الموت تھا۔ اس کے اردگرد اور دور و نزدیک اس نے سینکڑوں قلعے بنوائے اور ان کے ذریعہ جنگی کارروائیوں کا آغاز کیا۔

الحسن کا لقب شیخ الجبل رئیس الدعوۃ اور داعی الدعاۃ تھا۔ اس کے احکام امام کے احکام کے طور پر ہر طرف جاتے اور ان کی تعمیل ہوتی۔ نائب الامام اور شیخ الجبل کے بعد خاص کام کرنے والے گروہوں میں دوسرا درجہ کبار الدعاۃ کا تھا۔ یہ تین ہوتے تھے جو تین اقلیموں میں تقسیم شدہ دنیا میں ہر اقلیم کے ذمہ وار قرار دئے گئے تھے۔ الحسن کے زمانہ میں گیا بزرگ امید، الحسین القینی اور ابو طاہر بطور کبیر الدعاۃ کام کرتے تھے اور بڑی شہرت کے مالک اور الحسن کے بڑے معتمد تھے۔

تیسرا درجہ دعاۃ کا تھا جو الحسن کی مقرر کردہ دنیا کے تینوں اقلیموں میں شیخ الجبل اور کبار الدعاۃ کی ہدایت کے مطابق کام کرتے۔ یہ داعی قاہرہ کے پڑھے ہوئے اور قلعہ الموت کے تربیت یافتہ ہوتے تھے۔ ان کی اس قابلیت کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا کہ وہ تشکیک اور تلبیس کے طریق میں ماہر ہوں اور مختلف لوگوں کی نفسیات سے واقفیت رکھتے ہوں۔

چوتھا درجہ "الرفاق" کا تھا جن کے ذمہ داعی تیار کرنا تھا۔ ان کی شرط یہ تھی کہ وہ فلسفہ، منطق اور فقہ کے ماہر ہوں اور داعی کی علمی تربیت کر سکیں۔

پانچواں درجہ "الفداویہ" کا تھا جن کے ذمہ خفیہ طور پر دشمنوں کو قتل کرنے کا فریضہ تھا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

چھٹا درجہ "اللاصقون" کا تھا۔ ان کے ذمہ صرف یہ فریضہ تھا کہ وہ عوام کو عمومی طور پر کسی گہرائی میں جائے بغیر دعوت نزاریہ سے مانوس کریں اور ان سے عہد وفاداری لینے کی کوشش کریں۔

ساتواں درجہ "المستجیبون" کا تھا یعنی عوام جو دعوت نزاریہ سے مانوس ہیں یا نئے نئے ابتدائی مومن ہیں لیکن لوگوں کے عقائد میں تزلزل اور جستجو پیدا کرنے کا ملکہ رکھتے ہیں۔

بہرحال باطنی تحریک کے یہ کارکن تفرس، تانیس، تشکیک، تعلیق، تدلیس، تاسیس اور تخلیع کے مختلف ذرائع ایرڈچ سے کام لے کر اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے اور لوگوں کو شکار کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

عباسی خلفاء اور ان کے امراء نے الحسن الصباح کی دہشت پسند باطنی تحریک کو ختم کرنے کے لئے کئی مہمیں بھیجیں۔ خونریز لڑائیاں بھی ہوئیں لیکن اس تحریک کا استیصال نہ کیا جا سکا۔ الحسن قریباً پینتیس سال تک خلافت عباسیہ کے لئے خوف و ہراس کا باعث بنا رہا اور جب وہ ۵۱۸ھ میں فوت ہوا تو اس کی دہشت پسند باطنی تحریک پورے زور پر تھی جو اس کے جانشینوں کے ذریعہ برابر جاری رہی۔

صلیبی لڑائیوں میں بھی بعض اوقات انہوں نے صلیبیوں کی مؤثر مدد کی۔ آخرکار ہمدان کے امیر ایلتمش، جلال الدین بن خوارزم شاہ کی کوششوں اور فاتح بغداد ہلاکو خان کے حملوں کی وجہ سے فارس کے علاقہ میں الحسن کی تحریک کا استیصال کر دیا گیا۔ شام کے علاقہ میں ان کا زور صلاح الدین ایوبی کے ذریعہ ختم ہوا۔ اور ایک دہشت پسند تحریک اپنے کئے کی سزا بھگت کر اپنے انجام کو پہنچی۔

اب نزاری اور مستعلی اسماعیلیوں میں سے مختصر سے گروہ ہیں جو امن پسند شمار ہوتے ہیں اور ان کے قائد بڑے سلجھے ہوئے امن پسند مشہور شہری ہیں۔ ان کی آبادیاں شام اور ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر ہیں۔ زیادہ تر تجارت پیشہ یا صنعت و حرفت سے متعلق ہیں اور آغا خانی اسماعیلی یا بوہرہ اسماعیلی کے نام سے مشہور ہیں۔ آغا خانی اسماعیلیوں کے سربراہ آغا کریم خان ہیں اور یہ نزاری مسلک کی نمائندگی کرتے اور بوہرہ اسماعیلیوں کے سربراہ مولانا سیف الدین طاہر ہیں جن کا مرکز بمبئی میں ہے۔ یہ مستعلیہ مسلک کی نمائندگی کرتے ہیں۔

بوہرہ عام طور پر شریعت کے پابند ہیں اور فقہ جعفریہ کے قریب ہیں۔ لیکن آغاخانی شیعہ ظاہری شریعت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے اور اپنے امام کی باطنی اطاعت کو دین کے اغراض کے لحاظ سے کافی سمجھتے ہیں۔ آغا خانی شیعوں کا ظاہری شعار کچھ اس طرح کا ہے۔

ا۔..... قرآن کریم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر حجاب اکبر ہے۔ حقیقت اور باطن تک نہیں پہنچنے دیتا اس لئے اس حجاب کو دور کرنے اور نور ازلی تک پہنچنے کے لئے روحانی امام کا ہونا ضروری ہے۔ جو علوم نبویہ کا وارث اور وصی ہوتا ہے۔ یہ حاضر امام حق و باطل اور صحیح اور غلط میں تمیز کرتا ہے اور قرآن کریم کے باطنی معنوں کو بذریعہ وحی کھولتا ہے کیونکہ وہ مجسم قرآن ناطق ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس جو قرآن ہے وہ قرآن صامت ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

صوبہ سرحد میں بعض مقابر کی تحقیق

(مظفر چوہدری)

۱۹۹۵ء میں خاکسار مظفر احمد، مکرم امین الرحمٰن صاحب متخصص تفسیر اور مکرم مبارک علی صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے صوبہ سرحد کا ایک تحقیقاتی و مطالعاتی دورہ کیا۔ اس دورے میں ہم نے پشاور، تیمر گرہ اور دروش (چترال کی ایک تحصیل) کے علاقوں میں اہم مقبروں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور تصاویر بنائیں۔ ان میں سے دو قبروں کا تذکرہ اس مضمون میں مقصود ہے۔

تیمر گرہ میں نبی صاحب کی قبر

تیمر گرہ ضلع دیر کی ایک اہم تحصیل ہے جسے چند برس قبل ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔

خان روشن خان صاحب نے اپنی تصنیف "تذکرہ" میں تیمر گرہ میں ایک نبی کی قبر کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ اس کی تلاش میں ہم تیمر گرہ پہنچے جو چترال کی طرف جاتے ہوئے آخری اہم مقام ہے۔ خان روشن خان صاحب نے قبر کی جائے وقوع کا نام "کھنہ ڈھیر" (پرانے آثار کا ٹیلہ) لکھا ہے۔ لیکن کئی مزاروں پر جانے کے باوجود ہر دفعہ ہمیں اصل قبر نہ مل سکی۔ آخر کار خدا تعالیٰ نے خود ہی ہماری رہنمائی فرمائی اور ایک آدمی سے ہم نے پوچھا کہ آیا یہاں کوئی کھنہ ڈھیر نامی جگہ ہے۔ اس پر اس نے بتایا کہ دراصل اس جگہ کا نام اب تبدیل ہو کر "حاجی پورہ" ہو چکا ہے کیونکہ اس بستی کے اکثر افراد کو حج کی سعادت مل چکی ہے۔ اور یہ شہر سے چند کلو میٹر باہر ہے۔ چنانچہ ہم ویگن میں بیٹھ کر حاجی پورہ پہنچے اور قبر کی تلاش شروع کر دی۔ حاجی پورہ ایک قدیم قبرستان اور بستی کے آثار کے اوپر آباد ہے۔ ہم نے موجودہ قبرستان کی جگہ تلاش کی اور وہاں نمایاں مزاروں کو دیکھ رہے تھے کہ مقامی لوگ آ پہنچے (یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ دیر، تیمر گرہ اور چترال وغیرہ کے علاقوں میں جو کبھی قبر پرستی کا شکار تھے اب قبر پرستی کے خلاف شدید قسم کا ردعمل پایا جاتا ہے اور ایسا غالباً اہل حدیث علماء کی کوششوں سے ہوا ہے اور وہ مزار جہاں کبھی انسانوں کی پرستش ہوتی تھی اب ویران پڑے ہیں اور مقامی لوگ اس بات کا برا مناتے ہیں کہ کوئی ان پر دعا وغیرہ کرنے آئے)۔ ہم نے ان کو بتایا کہ ہم نذر نیاز کرنے نہیں بلکہ یہاں نبی صاحب کی قبر تلاش کرنے آئے ہیں۔ اس پر پہلے تو وہ لوگ ہچکچائے کیونکہ مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے غالباً اپنے علاقے میں کسی نبی کی قبر ہونا ان کے لئے کوئی زیادہ خوشی کی بات معلوم نہیں ہوتی تھی۔ پھر ایک نوجوان عیسیٰ خان نے کہا کہ ہاں ہمارے ہاں ایک قبر واقعی نبی صاحب کی قبر کے نام سے معروف ہے اور میں آپ کو وہاں لے جاؤں گا۔ چنانچہ پہلے تو ہم عیسیٰ خان صاحب کی خالص یوسف زئی طرز کی انتہائی پرخلوص مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوئے اور پھر وہ ہمیں ساتھ لے کر نبی صاحب کی قبر کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک پیدل راستے سے گزر کر ہم "سیر پٹی" کی طرف گئے۔ سیر پٹی وہ علاقہ ہے جو ہر یوسف زئی قبیلہ کے لوگ اپنے حصہ اراضی میں سے سادات یا اخوند زادوں وغیرہ کو دیتے ہیں۔ اس علاقے میں دو قبریں اہم تھیں۔ ایک سادات کے جد اعلیٰ کی اور دوسری نبی صاحب کی قبر۔ ہم نبی صاحب کی قبر پر گئے جو کھیتوں کے اندر پانی کے نالے کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ یہ مستطیل نما عام سائز سے کچھ بڑی قبر ہے جس پر وہاں کے رواج کے مطابق ہر طرف سبزہ اگا ہوا ہے۔ قبر کے پاس اونٹ کے پاؤں کی شکل کا ایک پتھر بھی پڑا تھا۔

مقامی لوگوں نے بتایا کہ سید صاحب اور نبی صاحب کی قبر کو کچھ عرصہ سے نامعلوم لوگ نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے سید صاحب کی قبر کو تو اکھاڑ بھی دیا گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی شناخت نہیں ہو سکی۔

نبی صاحب کی قبر کے علاوہ عیسیٰ خان صاحب نے قدیم قبرستان میں ایک قبر کے آثار دکھائے اور بتایا کہ یہ قبر شرقاً غرباً رخ پر بنی ہوئی ہے۔ اب سیلاب کی وجہ سے اسے نقصان پہنچا ہے لیکن انہوں نے پتھر رکھ کر بتایا کہ اس کا یہ رخ ہے۔

پشاور میں اصحاب بابا کی قبر (شرقاً غرباً)

پشاور میں ہمیں بعض احباب سے معلوم ہوا کہ پشاور شہر سے کچھ باہر "چغر مٹی" نامی جگہ پر اصحاب بابا (یعنی صحابیؓ صاحب) کے نام سے ایک مزار ہے۔ چنانچہ خاکسار، مکرم رانا حمید اللہ صاحب مربی سلسلہ پشاور، ایک احمدی دوست جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا لیکن جو مکرم غلام احمد صاحب نسیم استاد جامعہ احمدیہ کے بھانجے ہیں اور ان کے ایک پٹھان دوست کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ یہ جگہ پشاور سے کئی کلو میٹر باہر ہے۔ اور اس چوک سے جہاں باچا خان کا مجسمہ لگایا گیا ہے ایک سڑک چارپریزہ اور وہاں سے چغر مٹی جاتی ہے۔ چغر مٹی میں ایک بہت بڑا ٹیلہ ہے جس کے مرکز میں ایک بہت بڑا احاطہ ہے جس میں اصحاب بابا کا مزار ہے جو چالیس گز سے بھی لمبا ہے۔ اس کا نصف حصہ جو سر کی طرف کا ہے وہ مردوں کی طرف ہے اور پاؤں کی طرف والا نصف حصہ عورتوں کے احاطے کی طرف ہے۔ درمیان میں دیوار ہے۔

قبر کا رخ واضح طور پر شرقاً غرباً ہے لیکن ارد گرد کی سینکڑوں قبریں شمالاً جنوباً واقع ہیں۔

ہم نے جب مقامی لوگوں سے پوچھا کہ قبر کا رخ شمالاً جنوباً کیوں نہیں حالانکہ اگر یہ ایک صحابی کی قبر ہے تو پھر اس کا طریق تدفین مسلمانوں والا ہونا چاہئے تھا۔ تو وہ اس کے سوا اور کوئی جواب نہ دے سکے کہ یہ بزرگ جب ہمارے علاقے میں آئے تو ان کا سر کٹا ہوا تھا اور انہوں نے یہ سر ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ انہوں نے ہمیں کہا کہ میں جس رخ پر گروں اسی رخ پر مجھے دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ جس طرح گرے اسی رخ ہم نے اوپر قبر بنا دی۔ قبر پر جو معلومات فراہم کر کے لگائی گئی ہیں ان کی رو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ صحابی رسولؐ حضرت سنانؓ بن محبق الھذلی کی قبر ہے جو یہاں کفار سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ اور مختلف اسلامی کتب کے حوالے دئے گئے ہیں لیکن اس تحقیق پر نظر ثانی کی ضرورت ہے کیونکہ جن اسلامی کتب کے حوالے دئے گئے ہیں ان کے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ وہ جگہ نہیں ہے۔ سب سے اہم تفصیلی بیان علامہ بلاذری کی فتوح البلدان کا ہے لیکن اس کے تفصیلی و تحقیقی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ جگہ نہیں۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ میرے نزدیک یا تو یہ کسی اسرائیلی بزرگ کا مزار ہے جسے بعد میں اسلامائز کیا گیا ہے۔ یا پھر اگر یہ کسی مسلمان بزرگ کا مزار ہے تو اس وقت اس مقام کی آبادی عیسائی یا یہودی تھی جس نے انہیں اپنے دستور کے مطابق دفن کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

اپنے اموال کو صحیح خرچ نہ کرنے والے ذہنی مریض قرار دئے جا سکتے ہیں۔

حکومت نیو ساؤتھ ویلز کا حالیہ فیصلہ

کہاوت ہے کہ روپے کو کمانے کے لئے اتنی عقل درکار نہیں ہوتی جتنی اس کو صحیح خرچ کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ خبر ہے کہ آسٹریلیا کی نیو ساؤتھ ویلز سٹیٹ نے ایک قانون جاری کیا ہے جس کی رو سے "ذہنی مریض" کی تعریف وسیع کر کے اس میں ایسے لوگ بھی شامل کر دئے گئے ہیں جو اپنے آپ کو خود نقصان پہنچائیں خواہ اپنے اموال کو فضول خرچی کے ذریعہ ضائع کر کے۔ دوسروں سے تعلقات میں کشیدگی پیدا کر کے یا شہرت کو داغدار کر کے۔ اب تک "ذہنی مریض" قانونی طور پر اسی کو قرار دیا جا سکتا ہے جس سے دوسروں کو جسمانی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ نئے قانون کے اجراء سے پولیس کو اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ اس طرح کے شخص کو اس کے گھر سے بھی گرفتار کر سکے گی اور تین دن تک حوالات میں رکھ کر زبردستی دوائیں کھلا کر یا بجلی کے جھٹکوں کے ذریعہ علاج بھی کروا سکے گی۔

ایک شہری حقوق کے ادارہ نے اس قانون کی سخت مخالفت کی ہے اور پانچ ہزار افراد کے دستخطوں سے ایک درخواست تیار کی ہے۔ بعض چرچ بھی اس ادارہ کی حمایت کر رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ یہ قانون واپس لیا جائے کیونکہ کسی کا زبردستی علاج کرنا اس کی شخصی آزادی کے منافی ہے۔ دوسری طرف ذہنی مریضوں کے افراد خاندان نے حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ان کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح ان کے کم عقل عزیز جو اپنا برا بھلا سمجھنے سے قاصر ہیں اور اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کو بروقت روکا جا سکے گا۔

(بحوالہ ہیرلڈ ۷؍جون ۱۹۹۷ء)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم نے بھی ایسے لوگوں کو جو اموال کو صحیح خرچ کرنے کی استعداد نہیں رکھتے "سفہاء" یا کم عقل ہی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:

"اور نا سمجھوں کو اپنے مال، جنہیں اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے نہ دو۔ اور ان میں سے انہیں کھلاؤ اور انہیں پہناؤ اور انہیں مناسب (اور اچھی) باتیں کہو" (النساء :۶)۔

یہاں سفہاء (کم عقل) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو عام ہے اور اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو کم عقلی کی وجہ سے اپنے اموال و جائیداد اور راس المال وغیرہ کی حفاظت نہیں کر سکتے خواہ وہ ذہنی مریض ہوں یا یتیم بچے۔ اس لحاظ سے یہ قانون اسلامی تعلیم کے منشا کو پورا کرتا ہے بشرطیکہ انصاف سے استعمال کیا جائے۔

☆......☆......☆......☆

دنیا میں گرمی بڑھ رہی ہے اور تتلیاں جان بچانے کے لئے زیادہ گرم علاقوں سے نسبتاً کم گرم علاقوں کی طرف ہجرت کر رہی ہیں

سائنس دانوں کو بالعموم اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین کی گرمی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے اور گزشتہ صدی میں کم از کم ایک درجہ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ اس ٹوہ میں تھے کہ گرمی کے بڑھنے سے عالم حیوانات پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ایک تتلی پر تحقیق کی جو گرمی کے لئے بہت حساس واقع ہوئی ہے۔ یہ ریسرچ کیلیفورنیا یونیورسٹی کی ایک ٹیم نے کی ہے۔ یہ اس سلسلہ کی پہلی تحقیق ہے جو ثابت کرتی ہے کہ دنیا کا درجہ حرارت واقعی بڑھ رہا ہے اور حیوانوں کی بعض انواع اس کا اثر محسوس کرنے لگی ہیں۔

کیلیفورنیا کے علاقہ میں ایک بڑی خوبصورت تتلی پائی جاتی ہے۔ اس کے پروں پر نارنجی اور سیاہ رنگ کے نقش و نگار بنے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں حسن و نزاکت کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ خاص تتلی بھی بہت نازک ہے اور درجہ حرارت میں بہت خفیف تبدیلی سے بھی متاثر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا زمین کے درجہ حرارت کا اثر اس پر معلوم کرنے کے لئے شمالی امریکہ کے ۱۵۱ مقامات پر جا کر مطالعہ کیا گیا جہاں پر کہ یہ پائی جاتی ہے۔

رسالہ "نیچر" میں یہ تحقیق شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر درجہ حرارت کی بہت معمولی زیادتی بھی اس کے لئے مہلک ثابت ہو رہی ہے۔ جن علاقوں کی طرف سے جا سکتی تھی جب وہاں جا کر دیکھا گیا تو پتہ لگا کہ یہ کیلیفورنیا سے ہجرت کر کے کینیڈا میں آباد ہو رہی تھی جہاں اس کی شرح اموات کیلیفورنیا کے مقابلہ میں صرف چوتھا حصہ رہ گئی تھی۔ اس طرح ہجرت کے ذریعہ وہ اپنی جان کی حفاظت کر رہی ہیں۔

(سڈنی ہیرلڈ ۲۰؍ اگست ۱۹۹۶ء)

اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے زمین انسانوں، حیوانوں اور چرند پرند وغیرہ کے فائدے کے لئے یکساں بنائی ہے۔ چنانچہ قرآن انسانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ﴿هوالذی خلق لكم ما فی الارض جمیعا﴾ (البقرہ :۳۰)۔ نیز انسانوں کو ﴿فسیروا فی الارض﴾ (آل عمران: ۱۳۸) کہہ کر دنیا کی سیر کا ارشاد فرمایا ہے۔ زمین کی نعمتیں انسانوں اور حیوانوں دونوں کے لئے ہیں۔ لیکن جہاں جانور اور پرندے وغیرہ تو بے روک ٹوک دنیا میں ادھر ادھر آ جا سکتے ہیں۔ انسانوں پر بہت پابندیاں ہیں۔ اللہ نے انسان کو جو سفر کی ترغیب دی ہے اس سے اللہ کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ انسان زمین پر بے روک ٹوک گھومیں پھریں اور جہاں چاہیں اپنا ٹھکانہ بنائیں۔ ۱۹۱۴ء تک تو لوگوں کا دوسرے ملکوں میں آنا جانا بہت آسان تھا لیکن سوئے قسمت سے جوں جوں سفر کی سہولتیں بڑھتی گئیں ساتھ ساتھ بین الاقوامی سفر پر پابندیاں بھی بڑھتی گئیں اور اب تو یہ حال ہے کہ بہت سے ملکوں نے اپنے دروازے دوسری اقوام کے افراد کے لئے تقریباً بند کر دئے ہیں۔ لیکن مستقبل میں دنیا کے حالات انسان کو مجبور کر دیں گے کہ یا تو دنیا کے قدرتی وسائل کو سب انسان انصاف سے بحصہ رسدی استعمال کریں اور دنیا کے اقتصادی مسائل کو باہمی ہمدردی کی روح سے حل کریں یا پھر بعض کمزور اقوام کو بھوک کے مرنے کے لئے ظالمانہ بے حسی کے ساتھ چھوڑ دیں۔

الغرض مستقبل میں نوع انسانی کو بچانے کا وہی طریق ہے جو کیلیفورنیا کی نازک لیکن سمجھدار تتلیوں نے استعمال کیا ہے یعنی جہاں تمہاری جان سلامت رہ سکتی ہے وہاں ہجرت کر جاؤ۔

☆......☆......☆

بچے کی شخصیت اور والدین کا کردار

(ڈاکٹر ساجدہ داؤد)

عام زندگی میں والدین، اساتذہ اور بچے کے دوستوں کا رویہ ہی بچے کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اور اگر بچے کی نفسیات، اس کی سوچ اور اس کی شخصیت کو نظر انداز کر کے اس سے برتاؤ کیا جائے تو بعض اوقات بچے کی شخصیت اس حد تک مسخ ہو جاتی ہے کہ پھر ماہرین نفسیات بھی اس کو صحتمند زندگی کی طرف لانے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

ہمارے رویے کا ہر بچے پر مختلف اثر ہوتا ہے۔ ایک حساس بچے پر معمولی ڈانٹ جو گہرا اثر کرتی ہے، ایک غیر ذمہ دار اور لاپرواہ بچے پر وہ اثر مار پیٹ سے بھی نہیں ہوتا۔ لہذا ہمارا رویہ بچوں کی تربیت میں حقیقت پسندانہ اور ذمہ دارانہ ہونا چاہئے۔ میں اپنے اردگرد بہت سے ایسے والدین کو جانتی ہوں جن کی زندگی میں بچے کی پیدائش کوئی تبدیلی نہیں لاتی۔ وہ پہلے کی طرح لڑتے جھگڑتے اور اپنی زندگی میں مگن رہتے ہیں۔ گویا وہ جسمانی طور پر تو والدین بن جاتے ہیں مگر شعوری طور پر ان کی زندگی میں پیدا ہونے والے بچے کی کوئی حقیقت اور اہمیت نہیں ہوتی۔ بچہ ان کے لئے ان چاہا تحفہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ عام طور پر کم عمر کی شادیاں ہیں۔ جبکہ والدین ابھی خود ناسمجھ بچے ہوتے ہیں۔ دوسرے ہمارے ہاں اس بات کا رجحان بہت کم ہے کہ والدین آنے والے بچے کے استقبال کے لئے کچھ تیاری کریں، بچوں کی پرورش اور درست تربیت کے طریقے جاننے کی کوشش کریں۔ اور کوئی جامع اور درست منصوبہ بندی کر سکیں۔ لہذا ایسے والدین بھی جو بچوں کی پرورش میں کافی سنجیدہ ہوتے ہیں بچے کو اپنی تجربہ گاہ سمجھ لیتے ہیں۔ والد بچے کو کچھ سکھانا چاہتے ہیں والدہ کچھ سکھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ لہذا بچہ شروع ہی سے ایک متضاد ماحول کا شکار ہو جاتا ہے۔

یوں تو بہت سی باتیں، رویے اور عوامل بچے کی شخصیت کو بنانے یا بگاڑنے میں اثر انداز ہوتے ہیں لیکن میں چند ایسی باتوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو والدین سے متعلق ہوتی ہیں۔ کیونکہ بچے کی شخصیت کی تعمیر میں والدین کا کردار بہت اہم ہے اور اسکی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

۱...... پہلی بات یہ کہ اگر والدین میں ذہنی ہم آہنگی نہ ہو تو ان کا آپس مین رویہ انتہائی خود غرضانہ ہوتا ہے۔ خاوند ہر غلطی اور نقصان کا ذمہ دار بیوی کو ٹھہراتا ہے اور بیوی خاوند کو۔ ایسے گھروں میں بچے شٹل کاک بن کر رہ جاتے ہیں۔ ایسا ماحول بچے کی شخصیت پر بہت خوفناک اثرات مرتب کرتا ہے۔

۲...... پڑھے لکھے والدین اگر اپنے باہمی اختلافات کا اظہار برملا نہ بھی کریں تو وہ لاشعوری طور پر ایک دوسرے کو غلط اور کمتر ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ والد بچے کو جو بنانا چاہتا ہے یا جو توقعات رکھتا ہے والدہ کی توقعات بچے سے بالکل برعکس اور متضاد ہوتی ہیں۔ بچہ دونوں سے محبت کرتا ہے اور دونوں کی توقعات پوری کرنے کی کوشش میں خود تقسیم ہو کر رہ جاتا ہے یعنی والدین کی متضاد خواہشات اور توقعات میں بچے کی اپنی شخصیت قربان ہو جاتی ہے۔

۳...... اسی طرح والدین کے قول و فعل میں تضاد سے بچے کا معصوم ذہن کبھی بھی درست اور بااعتماد فیصلے نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمیشہ بچوں کے سامنے واضح رویہ اپنانا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ آپ بچے کو تو سچائی کی تلقین کریں اور خود اس کے سامنے جھوٹ بولیں۔ یاد رکھیں بچہ آپ کی مصلحت کو نہیں سمجھتا وہ تو صرف اتنا جانتا ہے کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ یقین کر لیتا ہے کہ والدین کا یہ جملہ کہ "ہمیشہ سچ بولو" صرف پرچار کیلئے ہے عمل کیلئے نہیں۔

۴...... یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بچے کی اچھی تربیت میں ماں اور باپ دونوں اہم ہیں۔ لہذا بچے کی زندگی سے کسی ایک کی عارضی یا مستقل غیر حاضری اسے عدم تحفظ اور احساس محرومی کا شکار بنا دیتی ہے۔ کبھی تو خود کو تباہ کر لیتا ہے اور کبھی معاشرے کو اپنی محرومیوں کا ذمہ دار سمجھ کر انتقام کی راہ اختیار کرتا ہے۔ یورپ میں ایسے ننھے مجرموں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے جس کی بڑی وجہ گھروں کا ٹوٹنا ہے۔

۵...... اسی طرح جھوٹی انا کے خول میں بند والدین بھی بچوں کو مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ ہر معاملے میں بچوں پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بچوں کے لباس کا رنگ اور ان کے بالوں کے سٹائل تک کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے والدین بچوں کو اپنی ملکیت خیال کرتے ہیں اور ان کی انفرادی پسند و ناپسند اور شخصیت کی پرواہ کئے بغیر ان پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے بچے ساری عمر والدین کی انگلی پکڑ کر چلنا چاہتے ہیں۔ ان میں اس حد تک اعتماد کی کمی ہوتی ہے کہ وہ کوئی چھوٹا سا فیصلہ بھی خود نہیں کر سکتے۔

۶...... ان سب باتوں کے علاوہ اکثر بچے اپنے والدین کے شعوری اور بعض اوقات لاشعوری انتقامی جذبات کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ دفتر سے ڈانٹ کھا کر آنے والا باپ ہمیشہ اپنا غصہ بیوی بچوں پر اتارتا ہے۔ اسی طرح بیوی خاوند کی زیادتیوں کا انتقام بچوں سے لیتی ہے۔ میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں میں غصہ ہمیشہ بچوں پر اترتا ہے۔ لہذا ایسا کرتے وقت ہمیں اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہئے۔

۷...... حدیث شریف ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ تکریم سے پیش آؤ۔ بچوں کے ساتھ برتاؤ میں ہمیشہ ان کی عزت نفس اور جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں بچے کو غلطی پر معذرت سکھائیں وہیں خود اس کا عملی مظاہرہ بھی کریں۔ میں نے اکثر والدین کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی غلطی یا زیادتی پر بچے سے معذرت کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ ایسا کرنے سے میں نہیں سمجھتی کہ ان کی عزت اور شان میں کوئی کمی آجائے گی۔ بلکہ وہ اپنے بچوں کی نظر میں زیادہ رحمدل اور معتبر ہو جائیں گے۔ اور بچہ یہ یقین کر لے گا کہ والدین ہمیشہ اسے درست راہ پر لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری صورت میں وہ آپ کو غیر منصف خیال کرے گا۔

۸...... بہت سے والدین بچوں کے بگڑ جانے کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے بچوں کی برائیاں کرنے لگتے ہیں۔ ہمیشہ دوسروں کے بچوں کو زیادہ فرمانبردار سمجھتے ہیں۔ مگر کتنے والدین ہونگے جو بچوں کے بگڑنے میں اپنی ذمہ داری قبول کریں اور بتائیں کہ ان کے کس غلط فیصلے اور رویے نے ان کے بچے کو ان سے دور کر دیا ہے۔

۹...... ارشاد باری تعالیٰ ہے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مراد بچے کی جسمانی موت ہی نہیں بلکہ اس کی روح اور شخصیت کی موت بھی ایک قتل ہے۔ جسمانی موت تو صرف ایک مرتبہ آتی ہے مگر اپنی مردہ شخصیت کی لاش کا بوجھ انسان کو ساری عمر اٹھائے رکھنا پڑتا ہے۔

۱۰...... بچے کی تربیت کرتے وقت اس کی شخصیت کو اجاگر کیجئے نہ کہ اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کریں۔ بچہ تو گوندھی ہوئی مٹی کی مانند ہوتا ہے۔ آپ اسے جو چاہیں شکل دے لیں۔ لیکن سخت ہاتھ شکل کو مسخ کر دیں گے اور زیادہ نرم ہاتھ اس میں بدنما جھول پیدا کر دیں گے۔ اس لئے سانچہ درست ہونا ضروری ہے۔ والدین بچے کیلئے ایک سانچہ ہوتے ہیں اگر سانچہ خوبصورت اور متوازن ہے تو اس میں تربیت پانے والا بچہ خود بخود خوبصورت اور متوازن شخصیت کا مالک ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲/ مئی ۱۹۹۶ء)۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ مین مکرمہ والدہ صاحبہ مکرم محی الدین عباسی صاحب آف لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اسی موقعہ پر حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

۱۔ مکرم میجر راجہ عبدالحمید صاحب سابق مبلغ سلسلہ۔ ربوہ

۲۔ مکرمہ سکینہ سیفی صاحبہ اہلیہ مکرم نسیم سیفی صاحب۔ ربوہ

۳۔ مکرم اصغر علی صاحب۔ ہالینڈ

۴۔ مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی صالح محمد صاحب مرحوم۔ ربوہ

۵۔ مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق صالح صاحب۔ اسلام آباد پاکستان۔ (آپ مکرم بھائی محمد حسن صاحب آف لندن کی بیٹی اور مکرم محمد اسلم خالد صاحب، رضاکار کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کی ہمشیرہ تھیں)۔

۶۔ مکرم عبدالرحمٰن شاکر صاحب۔ ربوہ

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہوگا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

بقیہ: امت مسلمہ کے فرقے از صفحہ نمبر ۱۱

آغا خانی شیعہ بعض دوسرے اسماعیلی فرقوں کی طرح تقمیص اور تناسخ کے بھی قائل ہیں۔ آغا خانی شیعوں کا کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ و اشھد ان علیا وصی اللہ ہے۔

۲...... آغا خانی شیعوں کا باہمی سلام 'یا علی مدد' اور جواب سلام 'مولا علی مدد' ہے۔

۳...... آغا خانی شیعہ وضو کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ان کے دل کا وضو ہوتا ہے۔

۴...... ہر آغا خانی شیعہ پر نماز کی جگہ تین وقت کی دعا فرض ہے۔ اس دعا مین امام حاضر کا تصور ضروری ہے۔ قیام، رکوع، سجدہ اور قبلہ رخ ہونے کی ضرورت نہیں۔

۵...... اصل روزہ زبان، کان اور آنکھ کا ہے۔ اس لئے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی چاہے تو سوا پہر کا کھانے پینے کا روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔

۶...... زکوٰۃ سے مراد آمدنی میں سے فی روپیہ دو آنے کے حساب سے امام حاضر کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے۔

۷...... حج سے مراد "امام حاضر کا دیدار" ہے کیونکہ زمین پر صرف وہی خدا کا روپ ہوتا ہے۔

۸...... جو آغا خانی شیعہ امام حاضر کی خدمت میں ایک مقررہ رقم پیش کرے اسے امام حاضر کی طرف سے "اسم اعظم" عطا ہوتا ہے۔ (یہ رقم پاکستانی آغا خانی کے لئے ۷۵ روپے کے قریب ہے)۔

۹...... اگر کوئی آغا خانی عمر بھر کی عبادت معاف کرانا چاہے تو اسے بھی امام حاضر کی خدمت میں ایک مقررہ رقم پیش کرنی پڑتی ہے۔ جو آغا خانی جماعت خانوں میں بطور دان دی جاتی ہے۔ (یہ رقم پاکستانی آغا خانی کے لئے پانچ ہزار ہے)۔

۱۰...... حاضر امام کے نور کو حاصل کرنے کے لئے ایک مقررہ رقم پیش کرنا ہوتی ہے جو آغا خانی جماعت خانوں میں بطور دان دی جاتی ہے۔

نوٹ: یہ قواعد و ہدایات پرنس آغاخان فیڈرل کونسل پاکستان کراچی کے ایک سرکلر سے ماخوذ ہین جو آغا خانی برادری کی رہنمائی کے لئے جاری کیا گیا۔ **(باقی آئندہ انشاء اللہ)**

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادئیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

احمد سروس سنٹر

فرانکفورٹ شہر کے وسط میں شاپنگ سنٹر (Zeil) پر ٹریول ایجنسی، دفتر ترجمانی اور امپورٹ ایکسپورٹ کی معیاری خدمات کے لئے ہمارا ادارہ آپ کی تشریف آوری یا آپ کے فون / فیکس کا منتظر ہے۔

بین الاقوامی ہوائی سفر کے لئے بارعایت ٹکٹس، تمام زبانوں کے لئے ترجمہ کی سہولت موجود ہے

سماجی، رفاہی معاملات اور اسائلم کیسز میں باقاعدہ رہنمائی اور مشورہ کے لئے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمارا نصب العین۔ قابل اعتماد، بروقت، بارعایت اور معیاری خدمت

Ahmad Service Center

Reisedienst, Übersetzungsbüro, Soziale Beratung, Import/Export

Stiftstr. 2, 60313 Frankfurt/M

Tel : 069-91395407/8 , Fax : 069-91395409

Zuverlässig, Schnell, Pünktlich, Preiswert & Ordentlich

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب

حضرت حمزہؓ کی والدہ ہالہ، آنحضور ﷺ کی والدہ کی چچازاد بہن تھیں- آپؓ آنحضور ﷺ سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ نے آپؓ کو دودھ پلایا جس نے بعد میں آنحضور ﷺ کو بھی دودھ پلایا تھا- اس طرح آپؓ کو آنحضور ﷺ کا رضاعی بھائی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے- جوانی میں آپؓ کی طرز زندگی شاہانہ تھی- قریش کے ۹ صاحب عزت، نڈر اور خوددار لوگوں میں شمار ہوتے تھے- شکار بہت کھیلا کرتے تھے- آپکی سیرۃ و سوانح پر مشتمل ایک مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جولائی ۹۷ء میں مکرم عطاء المنان طاہر کے قلم سے شاملِ اشاعت ہے-

آنحضرت ﷺ ایک روز صفا کے قریب بیٹھے تھے- وہیں پر ابوجہل اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ آنکلا اور اس نے آپ کو نہ صرف زبانی تنگ کیا بلکہ مٹی بھی پھینکی اور ٹھوکر بھی ماری- آنحضور ﷺ خاموشی سے گھر تشریف لے گئے- یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی دیکھ رہی تھی- کچھ دیر بعد اسے حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آتے ہوئے نظر آئے تو اس نے سارا واقعہ آپؓ کے گوش گزار کردیا- آپؓ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، بھتیجے اور رضاعی بھائی کی محبت نے جوش مارا اور سیدھے بیت اللہ پہنچے جہاں ابوجہل مجلس لگائے بیٹھا تھا- آپؓ نے اپنی کمان پورے زور سے اسکے سر پر دے ماری اور کہا اے خبیث تو نے میرے بھتیجے کو تنگ کیا ہے اور گالیاں دی ہیں- میں بھی اس کے دین کو قبول کرتا ہوں اب اگر طاقت ہے تو مجھے جواب دو- ابوجہل نے چپ سادھ لی-

رات کو حضرت حمزہؓ بے چین رہے کہ کہیں غلط راستہ تو اختیار نہیں کرلیا- اسی تردد میں صبح آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے- آنحضور ﷺ نے آپؓ کو نصیحت فرمائی جس سے آپؓ کا ایمان پختہ ہو گیا اور وساوس جاتے رہے-...... یہ زمانہ مسلمانوں کے لئے بڑی تکالیف کا زمانہ تھا- ظالم کفار ایذادہی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے- اس اندھیری رات میں حضرت حمزہؓ جیسے بارعب اور بہادر کا قبولِ اسلام مسلمانوں کے لئے روزِ عید تھا- چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں پر مظالم بھی کم ہوگئے- چند روز بعد جب حضرت حمزہؓ بھی ایک مکان میں آنحضور ﷺ کی مجلس میں موجود تھے، حضرت عمرؓ ننگی تلوار سونت کر وہاں آئے- صحابہ دروازہ کھولنے سے متردد ہوئے تو حضرت حمزہؓ نے صحابہؓ سے کہا "اسے آنے دو، اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا"-

ہجرت کے بعد حضرت حمزہؓ کی مؤاخات حضرت زیدؓ بن حارثہ سے ہوئی- یہ تعلق اتنا گہرا ہوا کہ آپؓ نے حضرت زیدؓ کو جنگِ احد سے پہلے اپنا وارث نامزد کر دیا-

حضرت زید نے متعدد سرایا اور غزوات (ابواء، عشیرہ، بدر اور احد) میں شرکت کی- سریہ الی سیف البحر میں آپؓ کمانڈر تھے- غزوہ بدر میں انفرادی لڑائی میں عتبہ کے مقابل پر نکلے اور اس کا کام تمام کردیا اور پھر عام لڑائی میں آٹھ اور کفار کو واصل جہنم کیا- غزوہ احد سے قبل آنحضور ﷺ نے خواب دیکھا کہ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور آنحضورؐ کی تلوار میں ایک دندانہ پڑا ہے- گائیوں سے مراد صحابہؓ کی شہادت تھی اور تلوار میں دندانہ پڑنے سے مراد حضرت حمزہؓ کی شہادت- لیکن آپؓ نے شہادت سے قبل تلوار کے وہ جوہر دکھائے کہ خدا اور اسکے رسولؐ نے آپؓ کو شیر کا خطاب دیا- حضرت حمزہؓ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے جاتے اور نعرہ بلند فرماتے "انا اسد الله و اسد رسوله"- کئی دشمنوں کی للکار کا آپؓ نے جواب دیا اور آناً فاناً ان کا کام تمام کر دیا- اسی اثناء میں جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے آزادی اور انعام کے لالچ میں ایک پتھر کے پیچھے سے حضرت حمزہؓ پر نیزے سے حملہ کیا- نیزہ جسم کے آر پار ہو گیا- آپؓ نے اٹھ کر وحشی پر حملہ کرنا چاہا لیکن گر گئے اور شہید ہوگئے- سنگدل کافرہ ہندہ نے درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ چبایا اور آپؓ کے کان، ناک اور دوسرے اعضاء کا ہار بنا کر گلے میں ڈال کر مکہ روانہ ہوئی- آنحضور ﷺ نے آپؓ کی نعش کو اس حالت میں دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے- آنحضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی میت پر کھڑے ہوکر فرمایا "ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے، انہوں نے بتایا حمزہ بن عبدالمطلب کو ساتویں آسمان کے مکینوں میں 'حمزہ بن مطلب اسد الله و اسد رسوله' لکھا ہوا ہے"- اس کے بعد حضرت حمزہؓ پر بغیر غسل کے کفن کی چادر ڈال دی گئی- آنحضرت ﷺ نے شہدائے احد کا جنازہ اس طرح پڑھایا کہ ۹ صحابہ کی میتوں کو سامنے رکھا جاتا تھا اور آپؐ جنازہ پڑھاتے تھے مگر حضرت حمزہؓ کا جنازہ ہر گروپ کے ساتھ پڑھا جاتا تھا- پھر حضرت حمزہؓ کو حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا- اللہ تعالیٰ آپؓ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے-

-......☆......☆......☆......-

وہ نابغہ روزگار شخص......

پروفیسر لالہ ایش کمار انگریزی کے استاد تھے اور آپکے شاگردوں میں ڈاکٹر عبدالسلام بھی شامل تھے- آپ کا بیان ہے کہ دہلی یونیورسٹی نے ڈاکٹر عبدالسلام کے اعزاز میں نوبل پرائز حاصل کرنے کے بعد ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں وزیراعظم بھارت نے بھی شرکت کی، دو تین ہزار سامعین میں وزیروں، سفیروں اور امیروں کی صف کے بعد یہ بوڑھا افتاں و خیزاں اپنے شاگرد کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا- ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنے استاد کو پہچان لیا- وہ ڈائس سے اتر کر سرخ قالین پر چل پڑے اور اس روز لوگوں نے دیکھا کہ ایک شاگرد نے اپنے ایک غیر معروف استاد کو وزیراعظم کے ساتھ کرسی پر لا بٹھایا-

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے اپنے مجلّہ "النداء" کا جنوری تا جون ۹۷ء کا شمارہ "ڈاکٹر عبدالسلام نمبر" کے طور پر شائع کیا ہے جو اردو اور انگریزی کے یک صد سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور متعدد مضامین، سوانحی خاکوں اور تصاویر سے مزین ہے- یہ رسالہ زیادہ تعداد میں شائع کروایا گیا ہے تاکہ داعین الی اللہ اس سے استفادہ کر سکیں- ضرورتمند احباب و مجالس ذیل کے پتہ پر رابطہ کر کے مطلوبہ تعداد میں اس رسالہ کی کاپیاں حاصل کر سکتے ہیں :

Al-Nida, 10610 Jane St. Maple, Ont. L6A 1S1

Ph:(905) 832-2669 Fax: (905) 832-3220

E-Mail: al-nida@islam.ahmadiyya.org

۷۱ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں اول آنے والے مکرم مرزا منور احمد صاحب نے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن سمیت کئی اہم جگہوں پر خدمات سرانجام دیں- ۷۴ء کے بعد احمدی ہونے کی بنا پر آپکے خلاف نہایت مکروہ منصوبے بنائے گئے- چنانچہ ۷۶ء میں جب محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب پاکستان تشریف لائے تو مکرم مرزا صاحب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی لمبی کہانی بیان کر کے مشورہ چاہا کہ "ان حالات میں کیا یہ ممکن ہے کہ میں یہ محکمہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلا جاؤں؟"- محترم ڈاکٹر صاحب نے جواباً فرمایا کہ وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا، چند روزہ کرسی اقتدار کے نشے میں بدمست ہوکر زمین پر متکبر بن کر چلنے اور خوفِ خدا بھول کر خدا کی مخلوق کو دکھ دینے والے بالآخر ایک روز اپنے انجام کو ضرور پہنچ جاتے ہیں...... ابھی اس ملک کو تمہاری ضرورت ہے- اگر تم حوصلہ ہار کر چلے گئے تو ملک نے تمہارے ذمہ جو اہم پراجیکٹ لگایا ہے اس کو کون پایہ تکمیل تک پہنچائے گا؟......-

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے قائم کردہ انٹرنیشنل سینٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس سے ہر سال ہزاروں سائنسدان مستفید ہوتے ہیں مثلاً صرف ۱۹۸۸ء میں ۴۶۹۱ سائنسدان وہاں آئے- ۸۹ء سے ۹۱ء تک اس ادارے کی ایک لیبارٹری میں مکرم ڈاکٹر انوار احمد شمیم صاحب کو بھی کام کرنے کا موقع ملا- آپ بیان کرتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب سے پہلی دفعہ ملاقات کرنے سے پہلے بہت جھجک تھی کہ اتنی شہرت، عزت اور مقام کا شخص جانے کیسا سخت گیر اور متکبر ہو لیکن ڈاکٹر صاحب کو بے حد ملنسار، خوش مزاج اور سادہ طبع پایا- ہموطن سے ملتے وقت تو ان کی آنکھوں میں بے پناہ اپنائیت کے سوتے پھوٹتے نظر آتے تھے-...... ان سے ملاقات کیلئے اپائنٹمنٹ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی- ان کے دفتر کا دروازہ کھلا ہو تو کسی وقت کوئی بھی ان سے ملاقات کر سکتا تھا-...... انہیں مالی اعانت کیلئے ملنے والی درخواستوں کو پڑھنا اور جواب دینا میرے سپرد تھا- انہوں نے کبھی کسی ضرورتمند کو انکار نہیں کیا تھا بلکہ فوراً چیک لکھ کر دے دیتے تھے کہ یہ فی الفور بھیج دو-

مکرم ڈاکٹر مجاہد کامران لکھتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی غیر معمولی یادداشت کے بارے میں آپکے ایک کلاس فیلو ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز انارکلی لاہور میں سے گزرتے ہوئے جب ہم دوسرے کنارے پر پہنچے تو اچانک میں نے سلام صاحب سے انارکلی کی دائیں طرف کی دوکانوں کے نام بتانے کو کہا- یہ بات واقعی حیران کن تھی کہ ڈاکٹر صاحب کو ۹۰٪ دوکانوں کے نام یاد تھے......- محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بیک وقت گورنمنٹ کالج سٹوڈنٹ یونین کے صدر اور کالج کے رسالہ 'راوی' کے اردو اور انگریزی دونوں حصوں کے ایڈیٹر بھی رہے- انہی دنوں آپکا ایک تحقیقی مضمون رسالہ "ھمایوں" میں شائع ہوا کہ غالب نے اپنا تخلص اسد سے غالب لکھنا کب شروع کیا- مضمون کی اشاعت کے بعد محترم سلام صاحب اپنے دوست وحید قریشی صاحب کے ہمراہ رسالہ کے ایڈیٹر میاں بشیر احمد صاحب کا شکریہ ادا کرنے گئے- وحید قریشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میاں صاحب یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ مضمون نگار ایک نوجوان لڑکا ہے جبکہ ان کو توقع تھی کہ یہ تحریر کسی پچاس سالہ شخص کی ہوگی-

-......☆......☆......☆......-

ذہنِ رسا کا مظہر

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی سیرۃ و سوانح کے بارے میں مکرم احمد طاہر مرزا صاحب کا ایک مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جولائی ۹۷ء کی زینت ہے-

حضرت شیخ صاحب نے تیسری جماعت تک کسی سے کچھ نہیں پڑھا، چوتھی میں داخل ہوئے تو پہلے ہی دن استاد نے کہا کہ انگریزی میں واولز Vowels کے بغیر کوئی لفظ نہیں ہوتا، اگر کوئی بتائے تو انعام دوں گا- آپ نے فوراً عرض کیا کہ "My" میں کوئی واول نہیں ہے-

حضرت چودھری انور حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ "میری جو شامت آئی تو ان (حضرت شیخ صاحب) کی موجودگی میں ایک شعر پڑھ دیا، فرمانے لگے مجھے دس ہزار شعر یاد ہیں- مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا"-

حضرت شیخ صاحب خود بیان فرماتے ہیں کہ خاکسار ابھی نوجوان تھا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک احمدی کے متعلق میرے مونہہ سے یہ کلمہ نکلا "وہ جھوٹ بولتا ہے"- حضور نے فرمایا "کسی احمدی کے متعلق جھوٹ کا لفظ استعمال نہیں کیا کرتے- احمدی جھوٹ نہیں بولا کرتا- زیادہ سے زیادہ تم یہ کہہ سکتے تھے کہ اس نے غلط بیانی کی ہے یا اسے غلط فہمی ہوئی ہے"-

-......☆......☆......☆......-

محترم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

محترم مولانا سلطان احمد صاحب پیرکوٹی یکم جون ۱۹۲۳ء کو پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ میں میاں پیر محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے- آپکے والد، چچا، تایا سب کو اصحابِ احمد میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے- ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے جہاں سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا- جنگ عظیم دوم کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر فوج میں بھرتی ہوئے اور آسام اور برما کے محاذوں پر فرائض انجام دیئے- جنگ ختم ہونے پر قادیان واپس آکر خود کو وقف کیلئے پیش کیا تو پہلی تقرری شعبہ زودنویسی میں ہوئی- خلافتِ ثانیہ کے آخری دور میں کچھ عرصہ کیلئے نظارت زراعت کے زیر انتظام سندھ میں مقیم رہے اور پھر دوبارہ شعبہ زودنویسی میں مقرر ہوئے- ۷۰ء میں آپ کی خدمات روزنامہ "الفضل" کے سپرد کی گئیں اور ۸۳ء میں ریٹائرمنٹ تک آپ بطور معاون ایڈیٹر خدمت کی توفیق پاتے رہے-

جماعتی رسائل میں آپ کے بیسیوں علمی و تحقیقی مضامین جماعتی لٹریچر میں شائع ہو چکے ہیں- آپ نے کئی اہم کتب بھی مرتب فرمائیں جن میں "شانِ رسولِ عربیؐ"، "خطباتِ محمود" اور حضرت مصلح موعودؓ کے رؤیا و کشوف شامل ہیں- نیز حضرت مسیح موعودؑ کی قرآن کریم کی بیان کردہ تشریح جو آپ نے مرتب کی، آٹھ جلدوں میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تفسیر چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے- اسکے علاوہ بے شمار مسودات طباعت کے منتظر ہیں- بطور ویلفیئر افسر کے بھی آپ نے ریٹائرڈ اور شہید فوجیوں کے اہل و عیال کی خوب خدمت کی توفیق پائی-

محترم پیرکوٹی صاحب پر ۹۵ء میں برین ہیمرج کا حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ شفا بخشی- آپ کی وفات ۱۵؍اپریل ۹۷ء کو ہوئی- آپ کا ذکرِ خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸؍جولائی میں آپ کے بیٹے مکرم مرزا امیر احمد صاحب کے قلم سے شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

23/10/97 - 30/10/97

Muslim AHMADIYYA

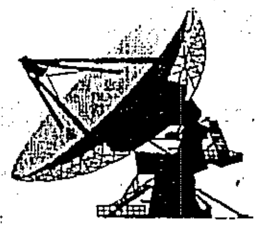

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

Friday 24th October 1997
21 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Prog. - History of Ahmadiyyat (Part) 18(R)
02.30	Huzoor Reply To Allegations - Session 36 (13.7.94)(Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira: An Evening with Obaidullah Aleem
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 30
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00	Bengali Programme
15.00	Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Friday Sermon By Huzoor (R)
18.05	Tilawat, Hadith
18.35	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
19.00	German Service:1)Hadith 2) Ihre Fragen 3) Willkommen in Deutschland 'Deutsches Feuerwehr Museum I'
20.00	Urdu Class
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends

Saturday 25th October 1997
22 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA USA Production: Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema - Part 24
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 30
05.00	Rencontre Avec Les Francophones, Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	Aseerane Rahe Maula se kuftugu (Sanghar)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour: Children's Class Bpk. Amir National dengan Atfal & Nasirat Kebayoran - Lenteng agung 8.12.96
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Quiz, Crescent Grammar School VS Unique Scholars Academy, Rabwah - Host: Abdul Sami Khan
19.00	German Service: 1)Sport 'Basketball' 2)Der Diskussionskreis
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.30	Children's Class (R)
23.30	Learning Chinese

Sunday 26th October 1997
23 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Quiz, Crescent Grammar School VS Unique Scholars Academy, Rabwah
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk - 'Tech Talk'
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Class -(R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Quiz, Crescent Grammar School VS Unique Scholars Academy, Rabwah
07.00	Friday Sermon By Huzoor - Rec.24.10.97
08.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour: Liqaa Ma'al Arab (19.9.95) Translated by Mlv. Zafrullah Nasir
14.00	Bengali Programme
15.00	Huzoor's Mulaqat with English speaking friends
16.00	Liqaa Maal Arab
17.00	Albanian Programme - 'Ilyrje Ne Islam' - Introduction to Islam - Part 7
18.05	Tilawat ,Hadith
18.35	Children's Corner - Waqfeen-e-Nau Educational Programme - Hasil Puri
19.00	German Service: 1)Physik 'Krafte' 2)Ein Treffen in Koln
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi on 'Love of the Holy Quran'
21.30	Dars-ul-Quran (No. 19) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30	Learning Chinese

Monday 27th October 1997
24 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner:Waqfeen-e-Nau Educational Programme - Hasil Puri
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Huzoor's Mulaqat With English Speaking friends(R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Educational Programme, Hasil Puri
07.00	Dars-ul-Quran (No. 19) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30	Bait Bazi on 'Love of the Holy Quran'
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports: Badminton, Rabwah VS Sargodha
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour: Homoeopathic Class No 41
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme with Dr Jalal ud Din Shams
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00	German Service
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.00	Learning Norwegian

Tuesday 28th October 1997
25 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Sports: Badminton, Rabwah VS Sargodha
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters: "Piles (Bawaseer)" - Guest: Dr Wali Mohammed Saagir, Host: Dr Sultan A. Mobasher
11.30	Tunsa ke Sahaba ka Zikr
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour: Khutbah Eid ul Fitr (3.3.95)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

Wednesday 29th October 1997
26 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: "Piles (Bawaseer)" - Guest: Dr Wali Mohammed Saagir, Host: Dr Sultan A. Mobasher
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Swahili Programme
07.30	Speech
08.30	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	Indonesian Hour: 1)Quiz Basyarat No 1 2) Nazm (Synir)
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class (R)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah
21.45	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning Turkish
23.30	Arabic Programme

Thursday 30th October 1997
27 Jamadi Al Thani

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Turkish (R)
04.30	Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Prog. -Translation of Friday Sermon - 16.2.96
08.00	Al Maidah
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Prog: - History of Ahmadiyyat - Part 19
11.30	Huzoor Reply To Allegations - Session 37 (14.7.94) - Part 1
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Indonesian Hour: 1)Tilawat 2) Dialogue (The Light of Islam) 3) Qaseedah 4) Nazm
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00	German Service
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira
20.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.00	Learning Dutch

Some Highlights
Programmes With Huzoor

Everyday :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Friday :
LIVE Friday Sermon
Mulaqat with French Speaking Guests
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Dars-ul-Quran

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, October 24, 1997 No. 43

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

یورپ و امریکہ میں گدی نشینوں کی شرمناک وارداتیں اور گھاتیں

جناب طاہر نقاش صاحب کے قلم سے مجلّہ "الدعوۃ" لاہور فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۲۲ میں شائع شدہ ایک رپورٹ کا ایک ورق جس کے ہولناک انکشافات سے ہر سچے مسلمان کے دل پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

"کچھ نام نہاد مسلمان (پیر گدی نشین اور سجادہ نشین قسم کے بہروپیے) لوگ امریکیوں کی اسلام سے والہانہ محبت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کو لوٹ کر اپنی جیبیں بھرنے کی فکر میں ہیں۔ جب کبھی ان نو مسلموں پر یہ حقیقت کھلتی ہے کہ وہ ایک غلط آدمی کے شکنجے میں پھنس کر اپنی دنیا و دولت لٹاتے رہے ہیں تو یہ اسلام پہ فدا ہونے کا جذبہ رکھنے والے امریکی اسلام کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر عیسائی مشنریاں ان کو مزید پریشان کرتی ہیں اور ان کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف طرح طرح کی غلط معلومات فراہم کرتی ہیں جس کی بنا پر بعض اوقات یہ نو مسلم دوبارہ اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ یا پھر ہر قسم کے مذہب پر ایمان رکھنے سے آزادی کا اعلان کر دیتے ہیں کہ وہ کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے۔

حال میں مولانا امیر حمزہ مدیر مجلّہ الدعوۃ کو ایک ریٹائرڈ فوجی آفیسر ملا۔ اس نے بتایا کہ مری میں ایک پیر جو ہر سال امریکہ جاتا ہے اور وہاں اپنے مرید بنانے اور پھر ان کو بڑھانے کی فکر میں رہتا ہے۔ یہ ریٹائرڈ فوجی آفیسر حمزہ صاحب کو بتا رہا تھا کہ وہاں اس نے اپنی گدی قائم کر رکھی ہے۔ دین اسلام سے اس کو واقفیت نہیں۔ اس لئے وہ امریکہ میں تبلیغ تو کر نہیں سکتا لیکن بھولے بھالے نو مسلم امریکیوں پر اپنے پر فریب قصے کہانیوں اور نفسیاتی ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنے آپ کو مسلمان لیڈر اور رہنما ثابت کر کے ان سے نذرانے وصول کرتا ہے۔ مذہب اسلام سے ان نو مسلموں کی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی جیبیں خالی کر کے اپنی جیبیں بھر کر پاکستان واپس لوٹ آتا ہے۔ یہی اس کا کام ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مسلمان حلقے پریشان ہیں۔ آفیسر بتا رہا تھا کہ میں خود اس کا بہت عقیدت مند تھا لیکن جب میں نے اس کے اسلام دشمن ہتھکنڈے اور دولت و زر پرستی کا یہ عالم دیکھا اور محسوس کیا کہ پیر وہاں امریکی مسلمانوں سے دولت اکٹھی کرنے جاتا ہے تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی۔ لہذا میں اس پیر سے کنارہ کش ہو گیا اور تعلق توڑ لیا۔ میں نے لوگوں کو بھی جس قدر ہو سکا اس تلخ حقیقت سے آگاہ کیا کہ اس پیر کا امریکہ جا کر ڈالر کمانے کے علاوہ کوئی کام نہیں۔ یہ وہاں جا کر دعوت دینے کی بجائے گمراہی پھیلا رہا ہے۔

قارئین کرام! جہاں امریکہ میں اسلام تیز رفتاری سے پھیل رہا ہے وہاں ہی کچھ گمراہ پیر ہوس زر میں مبتلا لوگ ان علاقوں کو نئی منڈیاں تصور کر کے وہاں اپنی گدیاں قائم کرنے کی فکر میں لگ گئے ہیں کہ اس نئے خطے کے لوگوں کو اپنے شکنجے میں پھانس کر خوب ڈالر کما سکیں۔ اس سے انکار نہیں کہ ان کے وہاں کچھ مرید بھی ہو گئے ہونگے لیکن جب کبھی ان کو حقیقت حال کا علم ہو گا کہ اسلام کے نام پر ان سے دھوکہ ہوا ہے تو اس وقت ان کا ردعمل کیا ہو گا۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں پہلے موجود ہیں کہ لوگ ایسی صورت حال دیکھ کر مرتد یا دہریہ ہو گئے۔

یورپ اور امریکہ میں ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے جو اعلانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا اب کوئی مذہب نہیں، ہمارا یقین مذہب سے اٹھ گیا ہے۔ اس صورت حال کے پیدا کرنے میں زر پرست اور ہوس پرست پیروں اور گدی نشینوں کا بہت بڑا کردار ہے جو کہ یورپ و امریکہ میں لوگوں میں اسلام پھیلانے کی بجائے اسلام کی بدنامی اور اس سے بیزاری کا سبب بن رہے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں موجود اپنے مریدوں میں اور عوامی حلقوں میں یہ پیر اور گدی نشین خوب پرچار کرتے ہیں کہ وہ تو یورپ میں اسلام کی بہت خدمت کر رہے ہیں وغیرہ۔ ان کے کالے کرتوتوں اور اسلام دشمنی کو ثابت کرنے کے لئے کئی مثالیں اور دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن ہم اختصار کے ساتھ صرف ایک مثال بیان کرتے ہیں جس کو پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ لوگ مسلم مبلغین کی محنتوں پر کس طرح پانی پھیر رہے ہیں۔

پچھلے سال برطانیہ میں پاکستان کے ایک پیر چشتی صاحب گئے۔ انہوں نے وہاں محنت مزدوری کر کے روزی کمانے کی بجائے گدی نشینی اور پیری فقیری کا بارہا آزمودہ اور گمراہ کن دھندہ شروع کر دیا۔ کمزور عقیدہ کے پریشان حال لوگ ان کے پاس آنا شروع ہو گئے۔ یوں یہ برطانیہ کے پیر بن کر برطانیہ میں مشہور ہونے لگے۔ جیسا کہ قارئین کو پتہ ہو گا کہ یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ غیر مسلم لوگ بھی اسلام کے محاسن کے گن گاتے نظر آتے ہیں اور لاشعوری طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بے شک عیسائی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی سب سے بہترین اور جامع مذہب ہے تو صرف اور صرف اسلام ہے۔ اب اس فضاء کے قائم ہو جانے اور اس کے زیر اثر انگریز بھی پیر صاحب کے پاس اپنے مسائل میں رہنمائی کے لئے آنے لگے۔ پیر صاحب بڑے خوش تھے کہ انگریز بھی ان کا سکہ ماننے لگے ہیں۔ ان کو کیا پتہ تھا کہ یہ جو انگریز آتے ہیں وہ تو یہ سمجھ کر آتے ہیں کہ اسلام سب سے سچا اور بڑا مذہب ہے اور زندگی کے تمام مسائل کا حل بتاتا ہے۔ یہ جو (پیر) مسلمان ہے مسلمانوں کا لیڈر اور مذہبی پیشوا ہے ہماری رہنمائی کرے گا۔ ایسے لوگوں میں اسلام سے متاثر (اور اسلام قبول کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار) انگریز عورتیں بھی آنے لگیں۔ اب جب پیر کے پاس دین اسلام کو قبول کرنے کے لئے بیتاب دختران مغرب آنے لگیں تو پیر نے اپنا پیروں والا مخصوص رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ آنے والی اسلام سے متاثر انگریز عورتوں کے ساتھ مذہب کی آڑ میں منہ کالا کرنا شروع کر دیا۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن چشتی پیر مردود کی ہوس کی آگ نہ بجھی حتیٰ کہ اس کی خباثت سے اسلام کی وہ بیٹیاں بھی نہ بچ سکیں کہ جن کے والدین پاکستانی تھے ...... لیکن اس مردود پیر...... چشتی نے ان کی عزتوں کو بھی مذہب کا سہارا لے کر تار تار کرنا شروع کر دیا...... ایک دن پیر منہ کالا کرتا پکڑا گیا...... مسلمان بچیاں بدنام ہو گئیں...... انگریز عورتیں جن سے پیر نے منہ کالا کیا تھا، پھٹ پڑیں...... اسلام اور مسلمان سے انہیں نفرت ہو گئی...... ان کے بیانات آئے...... اسلام دشمن یہودی لابی پروپیگنڈہ کے لئے میدان میں آ گئی۔ ...... پیر کی تصاویر لگیں...... اخبارات نے مسلمانوں کے خلاف شہ سرخیوں سے پیر کی کرتوتوں کو شائع کیا۔ بی بی سی ٹی وی نے اپنی سابقہ اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ٹی وی چینلز سے اس پیر کے سیاہ کارناموں پر مبنی فلمیں دکھائیں...... ریڈیو، ٹی وی، اخبارات نے اس کیس کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف خوب اچھالا۔ پوری دنیا کے ٹی وی اس کی سیاہ کاریاں بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے تھے جبکہ مسلمان منہ چھپاتے پھر رہے تھے۔ عدالت نے اسے سزا سنائی۔ نئے مسلمان ہونے والے انگریزوں کو ان کے دوست احباب ملنے پر طعنہ دے رہے تھے کہ یہ ہے وہ مذہب جس کو تم نے قبول کیا ہے۔ یہی اس کی تعلیمات ہیں؟ وہ کہہ رہے تھے اگر اس مذہب کو اختیار کرنے کے بعد اس کے پیشوا کا یہ حال ہے تو عام افراد پر اس کے اثرات یقیناً بہت بھیانک ہونگے۔ پھر اس پیر کو گرفتار کیا گیا، مقدمہ چلا، آخر کار اس کو سزا ہو گئی پھر اس کو برطانیہ کی جیل میں بند کر دیا گیا۔ جیلوں میں اس کے تذکرے ہوئے۔ جیل کے نئے مسلمان ہونے والے قیدی بھی مخالفوں کی طرح طرح کی باتوں سے پریشان ہوتے رہے۔ کتنے ہی اسلام کی طرف مائل نئے لوگ پریشان ہو کر پیچھے ہٹ گئے اور اپنے سابقہ مذاہب پر ہی پکے ہو گئے اور کتنے ہی لوگوں کا مذہب سے یقین اٹھ گیا۔

یہ ہیں ڈالر اور پونڈ کے پجاری جو امریکہ اور یورپ میں جا کر اسلام کی بدنامی کا سبب بن رہے ہیں"۔ (ماہنامہ مجلة الدعوة، لاہور، فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۲۲،۲۳)

خطبۂ دلگداز

(فرمودہ حضرت خليفة المسيح الرابع، مورخہ ۱۰/۱۰/اکتوبر ۱۹۹۷ء دربارہ تحریک نماز سے متاثر ہو کر)

خطبۂ دلگداز اترا ہے — یہ جو بہرِ نماز اترا ہے
سوز اترا ہے ساز اترا ہے — نغمۂ دلنواز اترا ہے
مرتے لوگوں کو دو نوید ظفر — رازِ عمرِ دراز اترا ہے
روح بہنے لگی ہے سجدے میں — خطبۂ جاں گداز اترا ہے
تازہ تفسیر اور اتری ہے — پھر سے حکمِ نماز اترا ہے
اُمّتِ مصطفیٰؐ کی خاطر یہ — طرّۂ امتیاز اترا ہے
شہسوارِ صلیبِ عشقِ خدا — کس قدر سرفراز اترا ہے
حُسنِ حق عین روبرو دیکھا — جب خمارِ مجاز اترا ہے
شرق تا غرب آج پھر دیکھو — جگ پہ رنگِ حجاز اترا ہے
بندگی جس کی عرش تک پہنچی — اس پہ بندہ نواز اترا ہے
فرش سے عرش تک پہنچنے کا — ایک سجدے میں راز اترا ہے
کامیابی صلوٰۃ میں پاؤ — وعدہ کارساز اترا ہے
ہے نماز اس کی دہر میں جس کا — نشۂ حرص و آز اترا ہے
عاقلوں کو جنوں عطا کرنے — حسنِ فتنہ طراز اترا ہے
چشم نم تھے خطیب وسامع سب — آسماں سے گداز اترا ہے
مسجدیں بھر گئی ہیں دوبارہ — خطبۂ کارساز اترا ہے
خطبۂ جاں نواز اترا ہے — رازِ عمرِ دراز اترا ہے

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر۔ ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔